REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۔ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ ۔ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ ؑ

REGD. No. P. 67.

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

جلد ـــــ ۲۲

ایڈیٹر :- محمد حفیظ بقاپوری

نائب ایڈیٹر :- جاوید اقبال اختر

شمارہ ـــــ ۵

شرحِ چندہ

سالانہ ۱۰ روپے

ششماہی ۵ روپے

ممالکِ غیر ۲۰ روپے

فی پرچہ ۲۵ پیسے

THE WEEKLY BADR QADIAN.

۲۶ ذوالحجہ ۱۳۹۲ ہجری | یکم تبلیغ ۱۳۵۲ ہش | یکم فروری ۱۹۷۳ء

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۲۹ صلح (جنوری) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق کوئی تازہ اطلاع موصول نہیں ہوئی۔ احباب اپنے محبوب امام ہمام کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر اور مقاصدِ عالیہ میں فائز المرامی کے لئے دُعا کرتے رہیں، اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنا فضل شاملِ حال رکھے آمین۔

قادیان ۲۹ صلح ۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔

★ ـــ آج براستہ لندن ربوہ سے یہ افسوسناک اطلاع موصول ہوئی کہ حضرت مرزا عزیز احمد صاحب رضی اللہ عنہ ۲۵ جنوری کو رحلت فرما گئے اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔
(مفصل اندر ضمیمہ میں ملاحظہ فرمائیں)

★ ـــ قادیان اور اس کے مضافات میں مطلع قریباً روزانہ ہی ابر آلود رہتا ہے جس کی وجہ سے سردی کی شدت چل رہی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ شدید سردی کے مضر اثرات سے احبابِ جماعت کو محفوظ رکھے آمین۔

قادیان ۲۹ صلح ۔ محترم حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر مقامی مع درویشانِ کرام بفضلہ تعالیٰ بخیریت ہیں۔

ربوہ میں جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ میں ایک لاکھ پچیس ہزار (۱۲۵۰۰۰) فدائیوں کا ایمان افروز اجتماع

دُنیا کے کونے کونے سے شمعِ احمدیت کے پروانوں کی دیوانہ وار شرکت ۔ حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ کے ولولہ انگیز اور زندگی بخش خطابات

دُعاؤں اور عبادات کے خصوصی مواقع ۔ آسمانی رحمتوں اور برکتوں کی بارش ۔ بزرگانِ سلسلہ و علماء جماعت کی پُر مغز تقاریر

اہلِ ربوہ کی طرف سے مہمانوں کی پُر خلوص خدمت!

ربوہ ـــــ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت کا اسیؔ واں جلسہ سالانہ دارالہجرت ربوہ کی مقدس سرزمین میں ۲۶ فتح ۱۳۵۱ ہش (۲۶ دسمبر ۱۹۷۲ء) کو ذکرِ الٰہی اور انابت الی اللہ کے رُوح پرور ماحول میں اور غیر معمولی آسمانی برکتوں اور رحمتوں کے سایہ میں شروع ہوا۔ اور ۲۸ فتح (۲۸ دسمبر) کی شام کو الٰہی بشارتوں اور وعدوں کے عین مطابق نصرتِ خداوندی کے متعدد ایمان افروز نشانات دکھانے کے بعد نہایت متضرعانہ دُعاؤں کے درمیان بڑی ہی کامیابی اور خیر و برکت کے ساتھ اختتام پذیر ہوگیا۔ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ۔

جلسہ سالانہ کے مبارک ایام میں یوں محسوس ہوتا رہا اور ہر مومن کا دل یہ گواہی دیتا رہا کہ خدائی فرشتے ربوہ کے ماحول پر چھائے ہوئے ہیں اور افضال و انعامات کی بارش ہو رہی ہے۔ جس سے قلوب کی سرزمین سرسبز و شاداب ہوتی جا رہی ہے۔ جلسے میں شامل ہونے والے خوش قسمت احباب نے الٰہی تائید و نصرت کے متعدد روشن نشانوں کا مشاہدہ کیا اور بچشمِ خود دیکھا کہ سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جلیل القدر رُوحانی فرزند حضرت مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ دُعا کہ ؎ "اِک سے ہزار ہوویں" کس شان کے ساتھ پُوری ہو رہی ہے۔

جلسہ میں شامل ہونے والوں کی تعداد

یوں تو خدا کے فضل سے ہر سال ہی ہمارا یہ مقدس آسمانی جلسہ پہلے سے بڑھ کر بارونق ہوتا ہے۔ اور اس میں شامل ہونے والے افراد کی تعداد میں سال بہ سال اضافہ ہی ہوتا چلا جاتا ہے۔ لیکن اس دفعہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ اضافہ بہت غیر معمولی اور نمایاں تھا۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ گذشتہ سال افسوسناک ناگزیر ملکی حالات کی وجہ سے چونکہ جلسہ نہ ہو سکا تھا اس لئے احباب سال بھر ایک نمایاں کمی اور روحانی تشنگی محسوس کرتے رہے جسے دُور کرنے کے لئے اس دفعہ وہ کثرت کے ساتھ جلسہ پر آنے کا عزم رکھتے تھے۔ چنانچہ وہ آئے اور واقعی بڑی کثرت کے ساتھ آئے حتیٰ کہ اس میں شامل ہونے کی سعادت حاصل کرنے والوں کی تعداد خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے قریباً ایک لاکھ پچیس (۲۵) ہزار تک جا پہنچی۔

مردانہ جلسہ گاہ میں جو مسجد اقصیٰ سے ملحق وسیع میدان میں سٹیڈیم کی طرز پر گیلریوں کے ساتھ بنائی گئی تھی اور اسے پہلے سے بہت وسیع کر دیا گیا تھا۔ حاضری اندازاً ۷۵ ہزار تھی جبکہ پانچ چھ ہزار افراد جلسہ گاہ سے باہر جلسہ کی کارروائی سُنتے رہے۔

زنانہ جلسہ گاہ تو اب کے بہت ہی ناکافی ثابت ہوئی۔ اس میں کم و بیش پینتالیس (۴۵) ہزار خواتین نے شرکت کی۔ گویا قریباً ایک لاکھ پچیس ہزار افراد جلسہ سالانہ میں شامل ہوئے۔ کھانے کی پرچیوں کے لحاظ سے بھی آنے والے مہمانوں میں نمایاں اضافہ ہوا۔ گذشتہ چند سالوں میں ان کی جو زیادہ سے زیادہ تعداد رہی ہے وہ ۴۵۸۰۰ تھی۔ لیکن اس دفعہ یہ تعداد ۷۲۳۰۸ ہو گئی۔ گویا ۲۶۵۰۸ کا اضافہ ہوا اور ابھی ہزاروں ہزار ایسے مہمان تھے جو اپنے کھانے کا انتظام خود کرتے رہے یا جلسے میں شمولیت کے بعد روزانہ سرگودھا یا لائل پور چلے جاتے رہے۔ پھر ہزاروں کی تعداد میں وہ غیر از جماعت اصحاب بھی تھے جو قریبی مقامات سے جلسہ میں شامل ہوئے۔ لیکن پھر اپنے اپنے ہاں واپس چلے جاتے رہے۔ اُن سب کو اگر شامل کیا جائے تو اس دفعہ جلسہ میں شامل ہونے والوں کی تعداد خدا کے فضل و کرم سے پہلے کی نسبت بہت بڑھ جاتی ہے ذٰلِکَ فَضۡلُ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ۔

دُعاؤں اور عبادات کے خصوصی مواقع

جلسے کے مبارک ایام میں احبابِ جماعت کو انفرادی اور اجتماعی طور پر خصوصی دُعائیں کرنے، باہمی تعلقاتِ اخوت کو مستحکم کرنے، اصحاب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور دیگر بزرگانِ سلسلہ کی صحبت اور علمائے سلسلہ کی تقاریر سے مستفید ہونے کے خصوصی مواقع بھی ملے۔ ان کے علاوہ انہیں جو سب سے بڑی دولت اور اہم نعمت میسّر آئی وہ خلیفۂ وقت کے رُوح پرور اور زندگی بخش خطابات ہیں جو گویا حاصلِ جلسہ تھے۔ ان سے ایمانوں کو ایک نئی قوت حاصل ہوئی، قلوب و اذہان کو جِلا ملی۔ اور رُوحوں کو نئی بالیدگی حاصل ہوئی۔ اور وہ غلبۂ اسلام کی آسمانی مہم میں حصہ لینے کے لئے نئی اُمنگوں اور عزائم سے سرشار ہو کر واپس لوٹے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے

(باقی دیکھئے صفحہ ۸ پر)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ یکم تبلیغ ۱۳۵۲ ہش!

عُلماء کے مشاغل

قرآن مجید میں ربانی علماء کی خاص طور پر تعریف کی گئی ہے۔ علم ایسی بڑی نعمت ہے جس کے مقابل میں کوئی دوسری نعمت نہیں۔ جوں جوں انسان کا علم بڑھتا ہے، عوام میں عزت بڑھتی ہے۔ خود اس آدمی کے اپنے اعمال و افعال میں سنجیدگی، متانت اور مقصدیت زیادہ پیدا ہوتی چلی جاتی ہے۔ اور رُوحانی پہلو سے اسی قدر دِلوں میں خشیت اللہ بھی بڑھتی جاتی ہے۔ اسی مضمون کو واضح کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:-

اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَآءُ (فاطر آیت ۲۹)

کہ اللہ کے بندوں میں سے صرف علماء اس سے ڈرتے ہیں۔ گویا قلوبِ انسانی میں خشیت اللہ کا منبعِ حقیقی عِلم ہی ہے۔ جو علم سے نا آشنا ہے وہ خشیت اللہ سے بھی عاری ہے۔ اس لئے خدا کی خشیت دِلوں میں پیدا کرنے کے لئے پہلا زینہ علم ہے ــــ پھر علم کے ساتھ عمل بھی چاہیئے۔ بغیر عمل کے عِلم بے معنی ہے۔ بلفظِ دیگر علم و عمل کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ رسول اللہ ؐ نے جو علماء کو ورثۃ الانبیاء قرار دیا تو اس کے پیچھے بھی درحقیقت یہ دونوں باتیں ہی ہیں۔ دلوں میں خشیت اللہ اور علم کے ساتھ عمل کی تائید، علم کے ساتھ عمل نہیں تو ایسی قدر و منزلت بھی نہیں۔ ایسے لوگوں کو تو کلام اللہ نے كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا کہہ کر گدھے سے تشبیہہ دی ہے کہ جس طرح گدھے پر کتابوں کا ڈھیر لاد دئے جانے سے وہ عالم نہیں بن جاتا، اسی طرح عمل سے عاری شخص عالم نہیں بلکہ وہ گدھے سے بھی بدتر ہے۔ گدھا تو پھر بھی جانور ہے حیوانِ لا یعقل ہے۔ اُسے عقل و خرد سے کچھ حصّہ نہیں ملا۔ مگر یہ اشرف المخلوقات ہوتے ہوئے بھی، علم کی کچھ باتیں دماغ میں محفوظ کر لینے کے باوجود عمل کے میدان میں کورا رہا۔ علم کے تقاضوں کو پُورا کرنے سے قاصر رہا۔ بتائیے! اگر کتاب اللہ اُسے حمار اور گدھے سے تشبیہہ نہ دیتی تو اور کس سے دیتی؟

حقیقی معنوں میں عالم تو وہ ہے جو زبان کی نسبت اپنے عمل سے لوگوں کی رہبری کرے۔ ہر عمل میں دُوسروں کی خیر خواہی مقصود ہو، نہ خود غرضی اور خود نمائی۔ بات کرے تو ہمیشہ پکّی اور سچّی۔ زبان میں تاثیر ہو۔ اور دل میں خشیتِ الٰہی ــــ بس یہی وہ خوش نصیب ہیں جن کو انبیاء کا وارث قرار دیا گیا ہے۔ اور اُمتِ مسلمہ کے علماء کو بنی اسرائیل کے انبیاء کے ہم پلّہ کہا گیا ہے۔ اگر یہ صورتِ حال نہیں تو علماء کہلانا کوئی اچھی بات نہیں۔ اس لئے کہ زبانِ نبوی ؐ سے جہاں علماءِ ربانی کی تعریف کی گئی ہے وہاں نہ صرف یہ کہ علماءِ سُوء کی مذمت ہی کی گئی ہے بلکہ بطور پیشگوئی فرمایا ہے کہ امتِ محمدیہ میں بگاڑ اور فساد علماء کے بگڑنے ہی سے راہ پائے گا اور سر نکالے گا۔ ایسے پُر آشوب زمانہ میں علماء کی حالت کا تذکرہ فرماتے ہوئے علماء کو دنیا کی بدترین مخلوق قرار دیا۔ چنانچہ علماء ھم شرٌ مَن تحت ادیم السّماء حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی کے عبرت انگیز الفاظ ہیں۔ اس کے علاوہ ان بگڑے ہوئے علماء کی فتنہ سامانیوں اور فتنہ انگیز طبائع اور شر و فساد کی جڑ بنے رہنے کی نسبت فرمایا ہے۔ من عندھم تخرج الفتنۃ وفیھم تعود۔ کہ اُس زمانہ کے تمام تر فتنوں اور فسادوں کی جڑھ یہ علماءِ سُوء ہی ہوں گے۔ جو بھی فتنہ سر اٹھائے گا تو علماء ہی اس کا منبع ہوں گے۔ گھوم پھر کر تمام فتنے اور شر و فساد کی باتیں اسی زمرہ کی طرف لوٹ آئیں گی۔

اب ایک طرف آپ ان فرمودات نبویّہ کو مستحضر کریں اور دوسری طرف علماءِ زمانہ کے روزمرّہ کے مشاغل پر نظر کریں، آپ دیکھیں گے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک بات پیش آمدہ جمیع حالات پر پُورے طور پر منطبق ہو رہی ہے ــــ اگرچہ اس کی بے شمار مثالیں ہیں تاہم قارئین کی ضیافتِ طبع کے لئے بطور نمونہ جمیعۃ العلماء ہند کے آرگن روزنامہ الجمعیّۃ دہلی مجریہ ۱۵ر جنوری ۱۹۷۳ء کے تازہ شذرات میں علماء کے ایسے ہی مشاغل کا جو تذکرہ بڑے ہی محتاط الفاظ میں شائع ہُوا ہے اس کے کچھ حصّے درج ذیل ہیں۔ لکھا ہے:-

"کانپور، آج کل مسلمان فرقوں میں حربِ عقائد کی جولانگاہ بنا ہُوا ہے۔ اپنی بقا کی فکر نہیں، معمولی مسائل پر ایک دوسرے کی کمر توڑنے کی ہمّت ہے"

آگے سُنیئے فاضل مُدیر عوام کو مشورہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں:-

"اگر علماء حالات کا رنگ نہیں دیکھتے تو عوام کو تو اپنا بُرا بھلا سوچنا چاہیئے۔ اگر عوام ایسے علماء سے اظہارِ بیزاری کر دیں اور کوئی فریق ان کا ساتھ نہ دے تو اُن کا زور طلوعِ آفتاب سے قبل ہی ٹوٹ سکتا ہے۔ اور وہ آرام سے رات کی نیند لے سکتے ہیں۔"

فاضل مُدیر نے عوام کو یہ کیا مشورہ دیا؟ جب عوام کی تکمیل بھی علماء کے ہاتھ ہے تو یہ لوگ علماء سے اظہارِ بیزاری کریں تو کیونکر؟ یہی وجہ ہے کہ فاضل مدیر نے اگلے ہی جُملہ میں اپنے مشورہ

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

بیعت کی اصل غرض یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی محبّت میں ذوق و شوق پیدا ہو

"بیعت کی اصل غرض یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی محبّت میں ذوق و شوق پیدا ہو اور گناہوں سے نفرت پیدا ہو کر اس کی جگہ نیکیاں پیدا ہوں۔ جو شخص اِس غرض کو ملحوظ نہیں رکھتا اور بیعت کرنے کے بعد اپنے اندر کوئی تبدیلی پیدا کرنے کے لئے مجاہدہ اور کوشش نہیں کرتا جو کوشش کا حق ہے اور پھر اس قدر دُعا نہیں کرتا جو دُعا کرنے کا حق ہے تو وہ اس اقرار کی جو خدا کے حضور کیا جاتا ہے سخت بے حُرمتی کرتا اور وہ سب سے زیادہ گنہگار اور قابلِ سزا ٹھہرتا ہے۔ پس یہ ہرگز نہ سمجھ لینا چاہیئے کہ یہ بیعت کا اقرار ہی ہمارے لئے کافی ہے اور ہمیں کوشش نہیں کرنی چاہیئے۔ مثل مشہور ہے "جوئندہ یابندہ" جو شخص دروازہ کھٹکھٹاتا ہے اس کے لئے کھولا جاتا ہے۔ اور قرآن شریف میں بھی فرمایا گیا ہے وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا یعنی جو لوگ ہماری طرف آتے ہیں اور ہمارے لئے مجاہدہ کرتے ہیں ہم اُن کے واسطے اپنی راہ کھول دیتے ہیں اور صراطِ مستقیم پر چلا دیتے ہیں۔ لیکن جو شخص کوشش ہی نہیں کرتا وہ کس طرح اس راہ کو پا سکتا ہے۔ خُدایابی اور حقیقی کامیابی اور نجات کا بھی یہی گُر اور اُصول ہے انسان کو چاہیئے کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں مجاہدہ کرنے سے تھکے نہیں نہ درماندہ ہو۔ اور نہ اس راہ میں کوئی کمزوری ظاہر کرے۔"

(ملفوظات جلد ۷ صفحہ ۲۳۵-۲۳۶)

سے رجوع بھی فرمالیا اور "مگر" کہہ کر فرمایا:-

"مگر عوام کو بھی حربِ عقائد میں مزہ آتا ہے۔ اور وہ پہلوانوں کا ساتھ دے کر اکھاڑوں کو رونق دیتے ہیں۔ خدا کی نظر میں علماءِ سُوء زیادہ مجرم ہیں لیکن مسلمان بھی ان کا ساتھ دے کر مجرم بنتے اور وحدۃ کلمہ کی دھجیاں بکھیرتے ہیں۔"

بات بالکل صحیح ہے لیکن "جیسا راجہ ویسی پرجا"۔ بلاوجہ تو نہیں کہا گیا! جب حضرات علماء ہی نے دن رات کی "تربیت" (؟) سے عوام کو کام کی باتیں سکھانے کی بجائے انہیں حربِ عقائد کا رسیا بنا دیا تو عوام مجرم کیونکر ہوئے؟ یہی تو اصل موقعہ ہے جب انہیں کے پروردہ پہلوان اپنے عوام کو اپنے کرتب دکھائیں۔ مُدیر محترم بھی عجیب بات کرتے ہیں۔ اگر ایسے ہی مواقع پر عوام بُرا بھلا سوچ کر علماء کا ساتھ چھوڑ جائیں تو علماء کی سالہا سال کی محنت کیا ہوئی؟ حضرات علماء کی محنت تو اب ہی ٹھکانے لگی ہے کہ بڑی بڑی جماعتوں کے اچھے بھلے دماغوں کو شل کر دیا گیا۔ یہ علماء کی حُسنِ تربیت نہیں تو اور کیا ہے؟ ؎

اذا کان الغراب دلیل قوم — سیھدیھم طریق الھالکینا

(جب کوّا کسی قوم کا رہبر بن جائے تو وہ انہیں ہلاکت ہی کی راہ لے چلے گا)

اس موقعہ پر یہ بھی یاد رہے حضرات علماء کو "علماءِ سُوء" ہم نے نہیں لکھا ہے۔ یہ جمیعۃ العلماء ہند کے آرگن نے ہی ایسے علماء کو اس خطاب سے یاد فرمایا ہے۔ ورنہ اپنے حلقۂ اقتدار میں تو ان میں سے ہر "عالم" ہی انبیاء کی وراثت کا دعویدار ہے۔ اور بزعمِ خویش انبیاء بنی اسرائیل سے کسی صورت میں کم تر نہ سمجھتا ہوگا (؟) اسی لئے تو ان کی "امت" اپنا بُرا بھلا سوچے بغیر بالمشافہ داد دے کر مریدی کا حق ادا کرنے نکل کھڑی ہوتی ہے۔ خدارا غور فرمائیے! امتِ مسلمہ کب تک ان بے راہ رو علماء کے پیچھے لگی رہے گی اور نام کے یہ علماء ان لوگوں کے مُنہ آتے رہیں گے۔ جن کا اوڑھنا بچھونا اسلامی تعلیمات پر دل و جان سے عمل ہے۔ مگر یاد رکھئے! ان علماء کے اقتدار کے دن بھی گنے جا چکے ہیں۔ صبح کا ستارہ طلوع ہو چکا ہے۔ رات کا اندھیرا بتدریج چھٹ رہا ہے۔ پہلے کی نسبت علماء کا اثر و رسوخ بہت کچھ ختم ہو چکا ہے۔ اور جو باقی ہے وہ بھی عنقریب جاتا رہے گا۔ سعید روحیں حق کی روشنی دیکھ لیں گی۔ اور فطرتِ صحیحہ غالب آئے گی۔ فی الوقت ان کے لئے

ذَرْهُمْ فِيْ خَوْضِهِمْ يَلْعَبُوْنَ (الانعام آیت ۹۲)

اُن کو گیند اُچھالنے کے مشغلہ میں کھیلتا چھوڑ دے کا ارشادِ خداوندی ہی کافی ہے۔ خدا کرے کہ ان مشاغل سے جلد باز آجائیں اور قائد بن کر ملّت کی ناؤ کو پار لگانے میں اُس کردار کا نمونہ دکھائیں جو خدا کی نگاہ میں پسندیدہ ہو اور اُن کی عاقبت کے لئے بھی مفید ہو۔ فھل من مدّکر!! ؎

وہ لوگ جو کہ معرفتِ حق میں خام ہیں
بُت ترک کر کے پھر بھی بُتوں کے غلام ہیں

خطبہ جمعہ

جلسہ سالانہ خدا تعالیٰ کے فضلوں کی ایک علامت، اس کی رحمتوں کی ایک شہادت اور اس کے پیار کی ایک گواہی ہے

اہلِ ربوہ مسکراتے چہروں اور مخلصانہ جذبات کے ساتھ جلسہ سالانہ پر آنیوالے مہمانوں کا استقبال کریں اور انکی ضرورتوں کا خیال رکھیں

اِن ایام میں اپنے رات اور دِن کو دُعاؤں سے اس طرح معمور کردو کہ بعد میں آنیوالوں کیلئے آپ کا یہ زمانہ قابلِ فخر ہو!!

اب ہمیں ایک ایسی جلسگاہ کی ضرورت ہے، جس میں کم از کم دو اڑھائی لاکھ آدمی بیٹھ سکیں!

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ مورخہ ۲۲ فتح ۱۳۵۱ ہش مطابق ۲۲ دسمبر ۱۹۷۲ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ

تشہد وتعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور ایدہ اللہ بنصرہ نے فرمایا:-

مَیں نے گذشتہ تین روز شدید سردرد کی تکلیف میں گذارے ہیں، جس کی وجہ سے بعض کاموں کا ہرج بھی ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا۔ آج تو کافی افاقہ ہے۔

دوست دُعا کریں

کہ اللہ تعالیٰ پوری طرح صحت عطا فرمائے۔ کام تو ہمیشہ ہی اہم رہتے ہیں لیکن جلسہ سالانہ کے جو کام ہیں اور جلسہ سالانہ کی جو ذمہ داریاں ہیں، ان کی اہمیت اور زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ کیونکہ باہر سے ہزاروں بلکہ ایک لاکھ کے قریب دوست تشریف لاتے ہیں (عملاً ایک لاکھ ۲۵ ہزار کا اجتماع ہوا) اُن سے ملاقات کرنے کی ذمہ داری ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل جو جماعت احمدیہ پر ہر آن بارش کی طرح نازل ہو رہے ہیں اُس کے متعلق اُن کو آگاہ کرنے کی ذمہ داری ہے۔ غرض نیکی کی باتیں، آئندہ کے پروگرام اور اسلام اور احمدیت کی بنیادی باتیں بتانی ہوتی ہیں۔ یہ ایک ایسی ذمہ داری ہے جو سال بسال آتی ہے مگر بڑی ہی اہمیت رکھتی ہے۔ اِس لئے دوست دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے صحت دے اور صحت سے رکھے۔

یہ جمعہ اور اس کے بعد کا جو جمعہ ہے وہ جلسہ کے جمعے ہیں۔ جلسہ سالانہ کے مہمان ہمارے لئے خوشیوں اور برکتوں کے سامان لے کر آنے شروع ہو گئے ہیں۔ حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق احادیث میں بیان ہوا ہے کہ آپ ہمیشہ مسکراتے رہتے تھے۔ آپ کو دیکھنے والا ہر شخص آپ کے چہرے پر ہمیشہ بشاشت کے آثار مشاہدہ کیا کرتا تھا۔ گویا

مُسکرانا سنتِ نبوی ہے

اِسی واسطے مَیں نے پہلے بھی متعدد بار کہا ہے کہ مجھے بھی اور مجھ سے پہلوں کو بھی بڑے مصائب اور پریشانیوں میں سے گذرنا پڑتا رہا ہے۔ مگر ہماری مسکراہٹ کوئی نہیں چھین سکا۔ جب جماعت نسبتاً چھوٹی تھی، اُس چھوٹی سی جماعت کو بھی اور اب جب کہ جماعت نسبتاً بڑی ہو گئی ہے (دُنیا کے لحاظ سے تو یہ اب بھی چھوٹی ہے) اِس نسبتاً بڑی جماعت کو بہت سی پریشانیوں سے گذرنا پڑتا ہے۔ ہماری مخالفتیں ہوتی ہیں۔ ہمیں تنگ کیا جاتا ہے۔ اور قتل کی دھمکیاں دی جاتی ہیں۔ ہمارے خلاف منصوبے باندھے جاتے ہیں۔ احمدیت کے مخالفین کی یہ کوششیں اور منصوبے دراصل غلبۂ اسلام کی اِس مہم کے خلاف ہیں جو احمدیت کے ذریعہ جاری ہوئی ہے۔ غرض لوگ جانتے بُوجھتے یا ناسمجھی کی وجہ سے اُس جماعت کو دُکھ پہنچاتے ہیں جس پر اسلام کو ساری دُنیا میں غالب کرنے کی ذمہ داری ہے۔ مگر یہ تمام دُکھ اور تکلیفیں ہماری مسکراہٹوں کو ہم سے نہیں چھین سکیں۔ اِس لئے کہ ہم تو

حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے غُلام

ہیں۔ اور آپ کے اُسوۂ حسنہ میں اپنی زندگی اور زندگی کے حُسن کو دیکھتے اور پاتے ہیں۔

پس یہ موقعہ ایک لحاظ سے امتحان کا ہے کیونکہ جب بہت دوست جمع ہو جائیں تو کچھ محنت زیادہ کرنی پڑتی ہے۔ کچھ فکر زیادہ کرنی پڑتی ہے۔ کچھ آنے والے بھائیوں کا خیال رکھنا پڑتا ہے۔ روزمرہ کی زندگی کے علاوہ جماعت پر عموماً اور اہلِ ربوہ پر خصوصاً ایک زائد بوجھ پڑتا ہے۔ پھر بیچ میں کچھ منافق بھی ہوتے ہیں جو دُکھ دینے والی باتیں کرتے ہیں، وہ بھی سُننی پڑتی ہیں۔ لیکن اس کے باوجود ہماری مُسکراہٹوں کو چھینا نہیں جا سکتا۔ اِس لئے میں دوستوں

کو یہ نصیحت کرتا ہوں کہ وہ مسکراتے چہروں اور مخلصانہ جذبات کے ساتھ اپنے آنے والے بھائیوں کا استقبال کریں اور اُن کا پورا خیال رکھیں۔

جلسہ سالانہ کے یہ ایام جو دوسری بات ہمیں یاد دلاتے ہیں وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے بغیر کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ ایک وقت تھا، مہدی معہود اکیلے تھے آپ نے فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بشارت دی ہے کہ مَیں تیرے نام کو دُنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ اور لوگ تیری طرف اس کثرت سے رجوع کریں گے کہ راہیں ہموار نہیں رہیں گی۔ چنانچہ وہ شخص جو تنِ تنہا تھا اللہ تعالیٰ نے اُس ایک کو ہزار کر دیا۔ ہزار نہیں کیا بلکہ اُس ایک کو خدا تعالیٰ نے لکھوکھا کر دیا ہے۔ اگر پختہ احمدی اور نیم احمدی ہر دو کو شامل کیا جائے تو اس وقت

جماعت کی تعداد

کروڑ سے اُوپر نکل چکی ہے۔ گو اب بھی جماعت بہت تھوڑی ہے۔ اور ہمیں اس کا اعتراف ہے لیکن یہ روز بروز ترقی کرتی چلی جا رہی ہے۔ دُنیا اِس حقیقت کو بھُول گئی ہے جسے قرآن کریم نے اِن الفاظ میں بیان کیا ہے

"اَنَّا نَاْتِی الْاَرْضَ نَنْقُصُھَا مِنْ اَطْرَافِھَا" (الانبیاء ۴۵)

اور نتیجہ یہ نکالا تھا کہ گو ابھی ہلکی رفتار کے ساتھ ترقی ہو رہی ہے مگر تدریجی ترقی ہوتی چلی جاتی ہے۔ پس تمہارے اندر عقل ہو تو سوچو

"اَفَھُمُ الْغَالِبُوْنَ"

کیا اس کے بعد تم غالب آنے کا اور اللہ تعالیٰ کے سلسلہ کو ناکام کرنے کا نتیجہ نکالو گے۔ چنانچہ ایک

مسلسل ترقی کی راہ

ہے جس پر جماعتِ احمدیہ کا کارواں گامزن ہے۔ مَیں نے پہلے بھی اس حقیقت کو بیان کیا تھا کہ کوئی صبح ایسی طلوع نہیں ہوتی جو پہلے دن کی صُبح سے جماعت کو زیادہ مضبوط نہیں دیکھتی۔ اور زیادہ تعداد میں نہیں پاتی۔ یہ اللہ

تعالیٰ کا فضل ہے اور یہ جلسہ الٰہی فضلوں کی ایک علامت، اُس کی رحمتوں کی ایک شہادت اور اُس کے پیار کی ایک گواہی ہے۔

جو دوست جلسہ سالانہ پر باہر سے تشریف لاتے ہیں وہ بڑی قُربانی کر کے آتے ہیں۔ اب مثلاً جہاں تک مالی لحاظ سے قُربانی کا تعلق ہے ایک دوست جو کراچی سے آئے گا وہ اگر تیسرے درجے میں بھی سفر کر کے آئے تو بھی فی کس سو روپے سے زیادہ خرچ آئے گا۔ غریب جماعت ہے۔ غریب احباب پر مشتمل جماعت ہے۔ لیکن احباب جماعت ایک جنونی کیفیت کے ساتھ جلسہ کے دِنوں میں الٰہی برکتوں کے حصول کے لئے مرکز کی طرف دوڑتے ہیں۔ یہ عشق کی ایک آگ ہے۔ یہ سلسلہ کی محبت کی ایک آگ ہے۔ جو ہر سال اپنا ایک جلوہ دکھاتی ہے۔ اس لئے کہ دعویٰ کرنے والے نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ مَیں اس لئے مبعوث ہوا ہوں کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کو دُنیا کے کونے کونے میں گاڑ دوں۔ اور آپ کی محبت تمام بنی نوعِ انسان کے دِل میں قائم کر دوں۔ چنانچہ یہ وجود

مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وجود ہے۔

پس نے جماعت کے دلوں میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو پیدا کیا تھا۔ اس وجود سے اور اس محسن سے جماعت جلسہ سالانہ کے دنوں پیار کرنے کا عملی مظاہرہ کرتی ہے۔

پس جلسہ سالانہ پر تشریف لانے والے دوست بہت بڑی قربانی کر کے آتے ہیں۔ وہ جب مرکز میں آتے ہیں تو جہاں ہمیں ہنستے ہوئے چہروں کے ساتھ اُن کا استقبال کرنا چاہیئے۔ وہاں اُن کے لئے بڑی دعائیں بھی کرنی چاہئیں۔ سفر میں بعض تکالیف بھی بعض دفعہ برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے جلسہ سالانہ کے مسافروں کو سفر کی ہر تکلیف سے محفوظ رکھے۔ اور خدا کرے کہ ان ایام میں جہاں اجتماعی دعائیں بڑی کثرت سے ہوں گی اور جہاں خدا تعالیٰ سے پیار کرنے والے بڑی کثرت سے جمع ہوں گے۔ مرد بھی اور عورتیں بھی۔ اور جہاں خدا تعالیٰ کے حضور انسان بڑی کثرت سے عاجزانہ طور پر جُھکے گا وہاں آسمان سے کثرت سے برکتیں بھی نازل ہوں گی۔ اس لئے دوست کثرت سے دُعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ اہل ربوہ کو بھی اور ہمارے اُن بھائیوں کو بھی جو خدا تعالیٰ کی آواز کو سُن کر خدا کے لئے نہ کہ کسی دنیوی غرض کے لئے مرکز سلسلہ میں جمع ہوتے ہیں۔ اُن کو بھی اُن بے شمار رحمتوں میں حصہ دار بنائے جو ہر آن اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوتی ہیں۔ اور کوئی شخص اپنی غفلت کی وجہ سے خدا تعالیٰ کی نعمتوں کے حصول سے کُلیّۃً یا ایک حد تک بھی محروم نہ ہو جائے۔

غرض یہ دن بڑی دُعاؤں کے دِن ہیں۔

بڑی قبولیتِ دُعا کے دِن

ہیں۔ ان دنوں دعائیں بھی ہوتی ہیں اور بڑی کثرت سے ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو سُنتا اور بڑی کثرت سے قبول بھی فرماتا ہے۔ آخر ہم یہاں سلسلہ کے مرکز میں کیوں بیٹھے ہیں۔ صرف خدا تعالیٰ کی رضا کے حصُول کے لئے بیٹھے ہیں۔ یہاں آنے والے کیوں آتے ہیں جبکہ یہاں نہ ان کو کوئی دنیوی لذت اور نہ ان کو کوئی دنیوی نفع حاصل ہوتا ہے۔ وہ صرف اس لئے آتے ہیں کہ دورانِ سال اللہ تعالیٰ کی جو نعمتیں جماعت پر نازل ہوتی ہیں وہ اُن کے بعض نظارے، اُن کی بعض جھلکیاں دیکھ لیں کیونکہ بے انتہا فضل نازل ہو رہے ہیں۔ وہ سارے ان چند دنوں میں تو بیان نہیں کئے جا سکتے۔ وہ یہاں آتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو دیکھ کر ان کے دِل اللہ تعالیٰ کی حمد سے معمور ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو دعاؤں کی توفیق عطا فرمائے اور خدا کے فضل سے وہ مقبول دعاؤں کا درجہ پائیں۔ ایسی دُعائیں نہ ہوں جو رد کر دی جاتی ہیں۔

پس

مخلصینِ ربوہ کو چاہیئے

کہ وہ ان دنوں بہت دعائیں کریں۔ (اور جو لوگ احمدی ہونے کے باوجود ایمان میں کمزور ہیں۔ احباب ان کے لئے بھی دعائیں کریں کہ الٰہی فضلوں رحمتوں اور برکتوں کی جو بارش حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم رُوحانی فرزند مہدی معہود علیہ السلام کے ذریعہ آج دُنیا میں نازل ہو رہی ہے وہ لوگ اپنی بے سمجھی کے نتیجہ میں ان سے محروم نہ رہیں۔ وہ بھی خدا کے لئے اور خدا کی رضا کے حصُول کے لئے قُربانیاں دینے والے ہوں۔

پس دُوسری بات جو مَیں کہنا چاہتا ہوں اور کہہ رہا ہُوں وہ یہی ہے کہ احباب ان ایام میں اپنے دِن اور رات کو اپنی دُعاؤں سے اِس طرح معمور کر دیں کہ بعد میں آنے والوں کے لئے آپ کا یہ زمانہ موجبِ فخر ہو۔ خدا کرے آپ کی دعائیں اللہ کی رحمتوں کو جذب کرنے کا موجب بنیں اور اس کے فضل اور رحمتیں پہلے سے بھی زیادہ جماعت پر اجتماعی رنگ میں اور آپ پر انفرادی لحاظ سے نازل ہوں۔

تیسری بات جو مَیں اس وقت کہنا چاہتا ہوں اور جس کی طرف جلسہ کے انتظامات کی وجہ سے توجہ پیدا ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ اب مرکز میں سٹیڈیم طرز کی جلسہ گاہ تیار ہونی چاہیئے۔ جب جلسہ سالانہ کے یہ دن گذر جاتے ہیں تو انسان دوسرے کاموں میں مشغول ہو جاتا ہے اور بعض دفعہ ضروری اور توجہ طلب باتیں نظر انداز ہو جاتی ہیں۔ چونکہ

ایک وسیع جلسہ گاہ کی تعمیر کی ضرورت

بہت اہم ہے اس لئے مَیں احباب کو اس طرف توجہ دلانا ضروری سمجھتا ہوں۔

ایک لمبا عرصہ ہُوا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے دل میں اللہ تعالیٰ نے یہ خواہش پیدا کی کہ ایک ایسا بڑا ہال ہو جہاں لیکچروں کا انتظام کیا جا سکے۔ اور جس میں یکصد سامعین سما سکیں۔ آپ نے اُس زمانے کی ضرورت کے مطابق فرمایا تھا۔ پھر ۱۹۴۵ء میں حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے تحریک کی کہ ایک لاکھ سامعین کے بیٹھنے کے لئے انتظام کیا جائے اور آج خلیفۃ المسیح الثالث تمہیں کہتا ہے کہ اس وقت ہمیں ایک ایسی جلسہ گاہ کی ضرورت ہے جس میں کم از کم دو اڑھائی لاکھ آدمی بیٹھ سکیں۔ اس وقت خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت کو یہ توفیق ہے۔ اور وہ عملاً یہ کام کر سکتے ہیں۔ یعنی یہ محض ایک خواب و خیال کی بات نہیں ہے۔ بلکہ یہ ایک ایسی تجویز ہے جو ممکن الحصول ہے۔ اس کی طرف جماعت احمدیہ کو توجہ دینی چاہیئے۔ اور سٹیڈیم کی شکل کی کوئی ایسی جلسہ گاہ بن جانی چاہیئے جو ایام جلسہ میں دو اڑھائی لاکھ مردوں اور عورتوں (دونوں کے لئے جلسہ گاہ اکٹھا کرنا پڑے گا بیچ میں پردے کا انتظام ہو جائے گا) کے لئے بیٹھنے کا انتظام ہو جائے۔ یعنی سٹیڈیم کی طرز پر بنی ہوئی سیڑھیاں اور زمین پر کم از کم دو اڑھائی لاکھ نفوس کے بیٹھنے کی گنجائش ہو کیونکہ جلسہ میں شمولیت کرنے والوں کی تعداد جس رفتار سے بڑھ رہی ہے اگر ہم نے

آج کی ضرورت کے مطابق

کوئی سٹیڈیم بنا لیا تو پانچ سال کے بعد وہ بھی چھوٹا ہو جائے گا۔ اس واسطے اس سلسلہ میں اگلے دس سال کی ضرورتوں کو مدنظر رکھنا پڑے گا۔ دس سال کے بعد خدا تعالیٰ جماعت کو یہ توفیق دے گا کہ اس وقت کی جماعت اس سے بھی بڑا سٹیڈیم بنا لے گی۔ لیکن اس وقت میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمیں دو اڑھائی لاکھ آدمیوں کے بیٹھنے کی گنجائش رکھنے والا سٹیڈیم درکار ہے۔ اس کے لئے جو خرچ ہے وہ تو مجھے اپنے ربّ کریم پر اُمید ہے کہ مل جائے گا۔ لیکن جو کام ہمارے کرنے کے ہیں مثلاً اچھے نقشے تیار کرائے جائیں ایسے نقشے ہوں جن میں ضرورت کا خیال رکھا جائے اور نمائش کا خیال نہ رکھا جائے۔ ایسے نقشے ہوں جن کے مطابق ہم آسانی سے عمارت کھڑی بھی کر سکتے ہوں۔ ایسے نقشے ہوں کہ جن کے مطابق عمارت کو بتدریج ہر سال بڑھایا جا سکے۔ یعنی پہلے سال پورا سٹیڈیم مکمل کرنے کی بجائے تدریجاً مکمل کرنے کی گنجائش ہو۔ یعنی پہلے سال جو حصّہ بن جائے اگلے سال اس میں کچھ اور اضافہ ہو جائے اس سے اگلے سال اور بڑھا دیا جائے تاہم یہ کام تو ڈرافٹسمین (DRAFTSMAN) اور انجینئرز کی لیاقت پر منحصر ہے۔ اُن کو سوچنا چاہیئے اور جماعتی نظام کو یہ کام کروانا چاہیئے۔ مَیں سمجھتا ہُوں کہ اگلے سال خواہ عارضی طور پر جس طرح اس دفعہ جلسہ گاہ میں سیڑھیاں بنائی گئی ہیں اس طرح کا انتظام کر دیا جائے۔ لیکن

ایک بڑی جلسہ گاہ کا انتظام

ہو جانا چاہیئے۔

جس وقت مسجد اقصیٰ بن رہی تھی تو ہمارا خیال تھا کہ سامنے کا صحن نمازیوں کے لئے کافی ہو گا لیکن بہت سی ضرورتیں نظر انداز کر کے مشکل سے اس دفعہ بیچ میں سے ایک جگہ نکالی گئی ہے۔ اور پھر یہ بھی ضروری ہے کہ مسجد کا صحن بڑا ہو۔ اس لئے ہمیں مسجد کا موجودہ صحن آگے سے جانا پڑے گا۔ یہ ٹھیک ہے کہ عام جمعوں کے موقع پر گو یہ مسقف حصّہ بھر جاتا ہے۔ لیکن صحن والا حصّہ پُوری طرح نہیں بھرتا لیکن ہماری بہنوں کو بڑی تکلیف ہوتی ہے۔ ان کے لئے اُوپر گیلری میں جو جگہ بنائی گئی تھی وہ اُن کے لئے ناکافی ہے۔ پچھلے یا پچھلے سے پچھلے جمعہ ان کے لئے نیچے صحن میں قناتیں لگا کر جو جگہ بنائی گئی تھی وہاں ان کو خطبہ کی آواز ہی سنائی نہیں دیتی تھی۔ وہ اس پر بہت سیخ پا ہوئیں اور ان کا گلہ جائز تھا۔ کہ نظارت اصلاح و ارشاد نے ہمارے لئے جگہ تو بنا دی لیکن آواز پہنچانے کا کوئی انتظام ہی نہیں کیا۔ غرض سامنے باہر جو کُھلا میدان ہے (جس میں اس وقت جلسہ گاہ بن رہی ہے) یہ تو مسجد کا حصّہ بن جائے گا۔ ممکن ہے یہ جو موجودہ شکل ہے آئندہ جو مسجد بنے اس کا نصف حصّہ یہ ہو اور نصف ہمیں اور بنانا پڑے۔ اس لئے یہ جگہ تو جلسہ گاہ کے لئے ٹھیک نہیں۔ دوسرے جیسا کہ وہ سٹیڈیم جو میرے ذہن میں ہے اور جس کا مَیں نے اظہار بھی کیا ہے۔ یعنی دو اڑھائی لاکھ سے زیادہ سامعین کے بیٹھنے کی جگہ ہونی چاہیئے۔ اس کے لئے زمین بھی زیادہ درکار ہے۔ سردست جگہ کا انتخاب کر کے کام شروع کر دینا چاہیئے۔

منارۃ المسیح ہال

بنانے کی تجویز شوریٰ میں پاس ہو چکی ہوئی ہے۔ اس مد میں کچھ پیسے جمع بھی ہوئے تھے۔ وہ موجود ہیں۔ گو تھوڑے سے ہیں لیکن بڑی برکت والے پیسے ہیں۔ بڑی دیر سے خزانے میں پڑے برکتیں سمیٹ رہے ہیں۔ غرض اس جمع شدہ رقم کے ذریعہ انشاء اللہ کام کی ابتداء ہو جائیگی۔

پس جماعت کو اس سٹیڈیم کی تعمیر کی طرف جنوری میں عملی اقدام کرنا چاہیئے ورنہ پھر بھول جائیں گے میں یہ نہیں چاہتا کہ آئندہ سال جلسہ سالانہ کے دو جمعوں میں سے پہلے جمعہ میں پھر مجھے اسی قسم کی باتیں

جماعت کے سامنے

کرنی پڑیں۔ اس لئے کام شروع کر دینا چاہیئے۔ کیونکہ جو کام شروع ہو جاتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ختم بھی ہو جایا کرتا ہے۔ لیکن جو کام شروع ہی نہ ہو۔ اس کے خاتمہ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ جس کام کا آغاز نہیں اس کا انجام بھی کوئی نہیں۔ کیونکہ آغاز، حرکت پیدا ہونے کا نام ہے اور 'انجام' اس حرکت کا مطلوب و مقصود اپنے آخری نقطے تک پہنچ جانے اور اس کے حصول کا نام ہے۔ یہی اصول ہماری ہر ظاہری حرکت اور ہمارے ہر کام میں کار فرما ہوتا ہے۔

غرض ہر کام کا ایک آغاز ہے اور ہر کام کا

بفضلِ خُدا

ایک انجام ہے۔ تاہم مَیں یہ نہیں کہہ سکتا کہ ہر کام کا انجام ضرور ہوتا ہے۔ کیونکہ بہت سے ایسے کام بھی ہیں جن کو انسان بیچ میں چھوڑ دیتا ہے۔ ایسا شخص اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث نہیں بن سکتا۔ اور ناکام ہو جاتا ہے۔ لیکن حقیقتاً اور اُصولی طور پر کوئی ایسا انجام نہیں جس کا آغاز نہ ہو۔ پس یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ بہت سے ایسے آغاز ہیں جن کا کوئی انجام نہیں لیکن کوئی ایسا انجام نہیں جس کا آغاز نہ ہُوا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فرمایا ہے کہ

تم اپنے انجام بخیر ہونے کے لئے کثرت سے دعا کیا کرو۔ جو کام تم نے اپنی زندگی میں پورے شعور کے ساتھ شروع کیا یعنی خدا تعالیٰ کی رضا اور اس کی محبت کو پانے کا کام اور وہ جو

ایک زبردست مجاہدہ

اسلام میں شروع ہوا ہے ہر فرد اس میں اپنے انجام کو پہنچے۔ ایسا نہ ہو کہ بیچ میں وہ ایمانی لحاظ سے کمزور ہو جائے یا ٹھوکر کھا جائے یا دنیا کی دلدل میں پھنس جائے اور دنیا اسے اپنی طرف کھینچ لے اور پھر وہ اللہ تعالیٰ کے پیار کو بھول جائے اور اس طرح اللہ تعالیٰ کے پیار سے محروم ہو جائے

پس اگر انجام بخیر ہو تو گویا وہ آغاز کامیابی کے انجام کو پہنچ گیا۔ ہمارا ہر کام چونکہ خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کی ایک کوشش ہے۔ ہمارا ہر آغاز اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کی کوششوں کے لئے ایک محرک ہے اس لئے

مجوزہ سٹیڈیم نما جلسہ گاہ

بنانے کے لئے حرکت پیدا ہو جانی چاہیئے یعنی جلسہ سالانہ کے معاً بعد جنوری سے کام شروع ہو جانا چاہیئے تاکہ آئندہ سال کسی نہ کسی شکل میں ہمیں وہ جلسہ گاہ نظر آئے جو ہمارے بزرگ محترم اور محبوب مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش تھی اور جو آپ ہی کے طفیل ہماری بھی خواہش ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو میں نے تعداد بتائی ہے۔ یعنی دو لاکھ یا اس سے زیادہ۔ چار پانچ سال کے اندر جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والوں کی تعداد انشاء اللہ دو اڑھائی لاکھ تک پہنچ جائے گی۔ شاید زیادہ سے زیادہ دس سال لگ جائیں۔ لیکن میں امید رکھتا ہوں کہ پانچ سال میں ایک اتنی بڑی جلسہ گاہ کی ضرورت پیدا ہو جائے گی جس میں دو اڑھائی لاکھ سامعین بیٹھ سکیں

اس سٹیڈیم کی تعمیر کے ساتھ ہماری

ایک اور ضرورت

بھی پوری ہو جائے گی۔ میں کل قیام گاہوں کا نقشہ دیکھ رہا تھا جسے دیکھ کر میں بڑا پریشان ہوا کیونکہ مجھے پتہ ہے کہ ایسی جماعتیں بہت بڑی تعداد میں جلسہ سالانہ میں شامل ہوتی ہیں جو اکٹھی ٹھہرتی ہیں۔ ان کے ٹھہرانے کے لئے مہمانوں کی نسبت سے ہمارے پاس جو عمارتیں ہیں وہ بہت تھوڑی ہیں اور چھوٹی رہ گئی ہیں۔ اسی طرح مستورات کی قیام گاہیں بھی ایک تو تھوڑی ہو گئی ہیں، اور دوسرے چھوٹی ہو گئی ہیں۔ اگر سٹیڈیم کی طرز پر جلسہ گاہ بنائیں تو اس میں ہمیں رہائش کے لئے شاید اس سے زیادہ مسقّف حصہ مل جائے جتنا اس وقت جماعت کی عمارتوں میں میسر آتا ہے بلکہ میں تو سمجھتا ہوں اس سے دگنی رہائش میسر آ جائے گی کیونکہ ایک بہت بڑے سٹیڈیم میں رہائش کی بھی گنجائش نکل سکتی ہے

پس سٹیڈیم نما جلسہ گاہ کی اس وقت بڑی ضرورت ہے۔ دس دن پہلے کی بات ہے مجھے یہ اطلاع دی گئی کہ سارے ربوہ کے کئی ہزار مکانوں میں سے صرف تیس مکانوں میں افسر جلسہ سالانہ کو مہمانوں کے ٹھہرانے کے لئے کوئی جگہ ملی ہے۔ جگہ اس لئے تھوڑی ملی ہے کہ ہر دوست کے گھر میں اس کے اپنے مہمان آ رہے ہیں۔ اس صورت میں وہ

افسر جلسہ سالانہ

کے ساتھ کیا تعاون کرے گا۔ کل ہی میری ایک ہمشیرہ نے مجھے بتایا کہ میں اپنی چھوٹی چند ماہ کی نواسی کو لے کر اس سردی کے موسم میں خیمہ میں جا رہی ہوں اس لئے کہ مہمان اتنے آ رہے ہیں کہ میرے لئے کوئی کمرہ بچتا ہی نہیں۔ اب جس مکان میں صاحب خانہ کے لئے کوئی کمرہ نہیں بچا ظاہر ہے اس مکان سے افسر صاحب جلسہ سالانہ کو تو کوئی کمرہ نہیں مل سکتا۔

پس رہائش کی ضرورت روز بروز بڑھ رہی ہے۔ ہمارا وہ عارضی انتظام جس کے ماتحت بعض دوست اپنے گھروں کے کمرے جلسہ سالانہ کی انتظامیہ کو دے دیا کرتے تھے وہ انتظام کمزور ہو رہا ہے۔ تاہم وہ انتظام اس لئے کمزور نہیں ہو رہا کہ اہل ربوہ کے اخلاص میں کمی آ گئی ہے بلکہ اس لئے کمزور ہو رہا ہے کہ ان کے

اخلاص میں زیادتی

ہو گئی ہے۔ جہاں پہلے وہ اپنے گھر میں دو گھرانوں کو ٹھہراتے تھے وہاں اب وہ چار چار پانچ پانچ گھرانوں کو ٹھہرانے لگے ہیں

غرض اس لحاظ سے یعنی مکان میں وسعت نہ ہونا یہ بات بڑی فکر پیدا کرنے والی ہے آخر ہمارے جو مہمان آئیں گے ان کو اس سردی میں سر چھپانے کے لئے کوئی نہ کوئی جگہ تو دینی پڑے گی۔ وہ ہم سے چارپائیاں نہیں مانگتے۔ وہ تو صرف یہ کہتے ہیں کہ ہمیں نیچے زمین پر سونے کے لئے پرالی یا کسیر کھا دو۔ پہلے ہم باہر مجبوری دَب کے چھینے والے پتے یا گنے کے چھلکے وغیرہ نیچے بچھانے کے لئے دیتے رہے ہیں۔ دوست ان پر بھی

خوشی خوشی گزارہ

کر لیتے تھے لیکن اب چونکہ ہمارے قرب و جوار میں چاول پیدا ہونے لگ گیا ہے اس لئے پرالی "نسبتاً" آسانی سے دستیاب ہو جاتی ہے چنانچہ ہمارا ایک نکھٹو دوست بھی یہ کہتا ہے کہ مجھے پرالی دے دو۔ وہ یہ بھی نہیں کہتے کہ مجھے مکان دو اور نہ یہ کہتا ہے مجھے بڑا کمرہ دو۔ وہ تو یہ کہتا ہے کہ مجھے سر چھپانے کے لئے چھپر یا ساکمرہ دے دو جس میں ہم خاندان کے آٹھ دس افراد زمین پر لیٹ کر گزارہ کر لیں گے۔

پس ہمارے

جلسہ سالانہ کے مہمانوں

کا یہ مطالبہ نہ صرف یہ کہ معقول ترین ہے بلکہ اس سے کم کا مطالبہ ہو ہی نہیں سکتا۔ اس سے زیادہ ہم ان کو دے بھی نہیں سکتے۔ وہ تھوڑے پر خوش ہیں اور ہم زیادہ نہ دے سکنے پر مجبور ہیں۔ لیکن جتنا آرام ملنا چاہیئے وہ تو ضرور ملنا چاہیئے۔ اس سردی میں ہم ان کو یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ باہر ٹھہرو۔ ممکن ہے بعض صحتمند نوجوان ایک کمبل کی بجائے دو کمبل اوڑھ کر باہر بھی ٹھہر جائیں آخر فوجیوں کو بھی تو اسی طرح باہر ٹھہرنے کی مشق کرائی جاتی ہے لیکن ہر عمر اور ہر صحت کے مرد عورتیں اور بچے تو باہر نہیں ٹھہر سکتے۔

پس اگر ہم سٹیڈیم کی طرز کی جلسہ گاہ بنائیں گے تو اس سے کسی حد تک

یہ ضرورت بھی پوری ہو جائے گی

اس لئے جیسا کہ میں نے پہلے بھی بتایا تھا کہ جب جامعہ احمدیہ کے ہوسٹل کا کچھ حصہ بن رہا تھا اور کچھ حصہ ابھی نہیں بن رہا تھا۔ تو میں نے پرنسپل صاحب جامعہ احمدیہ سے کہا تھا کہ جو حصہ نہیں بن رہا اس کو بھی بنا دو۔ اس وقت اگرچہ وہ بھی کہتے تھے کہ ہمیں بھی دوسرے ونگ (Wing) کی بڑی ضرورت ہے لیکن میرے دل میں ان کی ضرورت کا اتنا احساس پیدا نہیں نہیں ہوا جتنا میرے دل میں اپنے جلسہ سالانہ کے مہمانوں کی ضرورت کا احساس پیدا ہوا چنانچہ میں نے پرنسپل صاحب سے کہا کہ ہم آپ کو پچاس ساٹھ ہزار روپیہ اور دے دیتے ہیں آپ دوسرے حصہ کو بھی جلسہ سالانہ سے پہلے پہلے بنوا لیں۔ چنانچہ وہ بھی مکمل ہو گیا ہے۔ اب تیسرا ونگ بھی

انشاء اللہ جلد مکمل ہو جائیگا

اسی طرح گو ہماری اور کئی عمارتیں بنتی رہتی ہیں لیکن ضرورت چونکہ بہت زیادہ ہے اس لئے ناکافی ہوتی ہیں۔ اس واسطے اگر ہم سٹیڈیم کی طرز کی جلسہ گاہ بنا لیں گے تو اس میں ہماری یہ ضرورت بھی کسی حد تک پوری ہو جائے گی۔ پھر عام سٹیڈیم کی جو شکل ہوتی ہے اور جس کے متعلق میں چند ہفتوں سے غور کر رہا ہوں وہ بھی ہماری ضرورت کو کما حقہٗ پورا نہیں کرتی اس واسطے کہ جو عام سٹیڈیم ہوتے ہیں اگر ان کے اندر کرکٹ کا میچ ہوتا ہے تو ہر شخص کی نگاہ کا مرکز وہ ساری گراؤنڈ ہوتی ہے جس میں کرکٹ کھیلا جا رہا ہو اس واسطے وہ تو ایک خاص شکل ہے اس میں وہ گراؤنڈ ہر ایک کو نظر آ رہی ہوتی ہے لیکن جلسہ گاہ کا مرکز نگاہ مقرر ہے اور وہ زیادہ سے زیادہ دو تین فٹ کا ایک نقطہ ہے وہ تین فٹ ضرب تین سو فٹ یا چار سو فٹ ضرب آٹھ سو فٹ کا نقطہ نہیں ہے بلکہ وہ تو بالکل چھوٹی سی جگہ ہے اس واسطے ہمیں اپنے اس سٹیڈیم (جو عام سٹیڈیم کا بھی کام دے گا کیونکہ سارا سال ہم نے اس سے فائدہ اٹھانا ہے) کے بنانے کی اصل غرض (جلسہ گاہ کے طور پر استعمال کرنے کی) ہے

اس کے مطابق نقشہ بنانا چاہیئے

اور پھر وہ زمین ہو گی وہاں کھیلیں بھی ہوں گی۔ وہاں باہر سے جو ٹیمیں آتی ہیں یعنی غیر ممالک سے ہم ان کو بھی یہاں بلا سکیں گے۔ ہم نے کسی نہ کسی بہانے دوسرے لوگوں کو مرکز سلسلہ میں کھینچ کر لانا ہے تاکہ وہ یہاں آ کر دیکھیں۔ بہت سے دوست آتے رہتے ہیں۔ یہ نہیں کہ وہ آتے ہی احمدی ہو جاتے ہیں لیکن وہ کسی نہ کسی رنگ میں اثر ضرور لیتے ہیں۔ ہماری ترقی کا راز اور ہماری کامیابی کا انحصار تو اللہ تعالیٰ کے فضل پر ہے لیکن میں نے دیکھا ہے کہ بعض لوگ جو بالکل دہریہ ہیں یعنی خدا کو نہیں مانتے جب انہوں نے یہاں آ کر کچھ دیکھا تو اگرچہ وہ اس چیز کو پہچان نہیں سکے کہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا مرہونِ منت ہے۔ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی ہستی پر یقین نہیں رکھتے۔ لیکن جب انہوں نے یہاں آ کر دیکھا تو ان کے مونہہ سے بے ساختہ نکلا کہ

تم ضرور کامیاب ہو گے

گو ہمیں تو پتہ ہے کہ ہماری کامیابی کا انحصار محض اور محض اللہ تعالیٰ کے فضلوں پر ہے لیکن انہوں نے خدا کو تو پہچانا نہیں خدا تعالیٰ کے پیار کے جلوے کی ایک جھلک ان دھندلی آنکھوں کو بھی نظر آ گئی۔ انہوں نے نتیجہ صحیح نکالا۔ گو اس کی صحیح وجہ ان کے ذہن میں نہیں آئی۔ لیکن انہوں نے نتیجہ صحیح نکالا پس ہم تو ایک کمزور جماعت ہیں۔ ہم ایک غریب جماعت ہیں۔ ہم بے سرو سامانی کی حالت میں زندگی گزارنے والی جماعت ہیں ہمیں سیاسی اقتدار حاصل نہیں اور نہ ہمیں اس کی ضرورت ہے۔ یہ ساری چیزیں مسلّم ہیں لیکن اس کے باوجود ہم یہ کہتے ہیں کہ

خدا تعالیٰ کے فضل سے ہم جیتیں گے

انشاء اللہ تعالیٰ۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے وعدے بھی ہیں اور ہماری جماعت میں محبت الٰہیہ

یہ کوشش کر رہی ہے کہ وہ خدا کے راہ میں ایسی قربانیاں پیش کرے ... جن کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ ... پیار ... کے جلوے دکھایا کرتا ہے

پس ... چیز یہ ہے کہ اس کا نقشہ ایسا ہونا چاہیئے کہ ہماری جلسہ کی ضرورت کو پورا کرے ۔ اس کے علاوہ یہ ہمارے لئے سٹیڈیم کا کام بھی دے ۔ گو اس کی شکل دنیا کے عام سٹیڈیم سے ذرا مختلف ہو گی ۔ لیکن ایک نئی چیز ہم دنیا کے سامنے پیش کر رہے ہوں گے اور اس طرح ربوہ کے اندر غیروں کی توجہ جذب کرنے کا ایک ذریعہ ہم پیدا کر رہے ہوں گے ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس قسم کے سٹیڈیم کے ... جلسہ گاہ تیار کرنے کی جلد توفیق عطا فرمائے

اللہ تعالیٰ کے خزانے

تو بھرے ہوئے ہیں اور وہ بڑا عظیم دیالو بھی ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی تو میں انشاء اللہ جلسہ سالانہ کی تقریر میں آپ کو بتاؤں گا کہ وہ کس طرح جماعت پر اپنے فضلوں کو نازل کر رہا ہے ۔ کوئی ناشکرے کیلئے ناشکری کی کوئی وجہ اس نے نہیں چھوڑی ۔ مگر وہ بڑا ہی بدبخت احمدی ہے ۔ جو ... ناشکری کا جذبہ دل میں رکھتا یا ناشکری کا فقرہ اپنی زبان پر لاتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ ایسے کمزور ایمان پر بھی رحم فرمائے ۔

بہر حال وہ بڑا دیالو ہے ۔ ہمیں اس کی سخاوت اور اس کے فضلوں کو جذب کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے ۔

پس اس جمعہ میں جو جلسہ کے دو جمعوں میں سے پہلا ہے بعض باتیں میں نے بتا دی ہیں ایک بات میں دہرا دیتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک پر ہمیشہ مسکراہٹ کھیلتی رہتی تھی ۔ آپ لوگ بھی چونکہ

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی

پر فخر کرنے والے ہیں ۔ آپ کے چہروں پر بھی ہمیشہ مسکراہٹ رہنی چاہیئے خصوصاً اس وقت جبکہ دنیا کے بڑے بڑے بہادروں کے چہروں پر انقباض کے آثار ظاہر ہو رہے ہیں آپ کے چہروں پر اس وقت بھی مسکراہٹیں ہی کھیلتی رہنی چاہئیں ۔ کیونکہ حضرت نبی اکرم ... صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ پر مسکراہٹ رہتی تھی ۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ جس شخص کو ایک دفعہ لذت و بشاشت ایمانی عطا فرمائے وہ بشاشت اس کے ... سے ... ہو جاتا ہے (بشاشت ... نو ... رہتے ... وہ ... کا ... نہیں ...) تو وہ بشاشت دراصل یہ مسکراہٹ ہے جو چہروں پر کھیلتی رہتی ہے ۔ یہ مسکراہٹ جہالت کا نتیجہ نہیں ہوتی یہ مسکراہٹ غرور اور تکبر کا نتیجہ نہیں ہوتی ۔ یہ مسکراہٹ کم فہمی کا نتیجہ نہیں ہوتی بلکہ یہ وہ مسکراہٹ ہوتی ہے جو بچے کے منہ پر اس وقت آتی ہے جب وہ

اپنی ماں کی گود میں

بیٹھا ہوا اس کے پیار کو حاصل کر رہا ہوتا ہے ۔ پس وہ مسکراہٹ ہر وقت آپ کے چہروں پر بھی رہنی چاہیئے کیونکہ خدا تعالیٰ نے آپ کو اٹھا کر اپنی گود میں بٹھا لیا ہے اور اس نے تمہیں کہا کہ اگر آگ بھی بھڑکائی جائے گی تو اس سے ڈرنا نہیں کیونکہ ہم نے اس آگ کو تمہارا غلام بنا دیا ہے ۔ پس دیکھو ! اللہ تعالیٰ ہم سے کتنا پیار کرنے والا ہے اس لئے ہمیشہ ہمارے چہروں پر مسکراہٹ رہنی چاہیئے ۔ اس جلسہ کے موقع پر خصوصاً اس بات کا خیال رکھیں ۔ آنے والوں سے مسکرا کر بات کریں ۔ مسکرا کر ان کے کام کریں اور جس کو تھوڑی بہت ضرورت پڑے اس کی ضرورت کو مسکراہٹوں کے جھرمٹ میں لے آئیں تو وہ وہیں تسلی پا جائے گا ۔ کوشش بھی کریں ۔ میں نے دوبارہ یاد دہانی کرا دی ہے ۔ یہ دعا تو کرتا ہی رہتا ہوں جمعہ میں بھی کروں گا ۔ اب اس وقت بھی زبانی

چند دعائیہ فقرات

کہہ دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ ہی یہ توفیق دیتا چلا جائے کہ ہمارے چہروں سے دنیا کا کوئی منصوبہ اور ... مسکراہٹیں نہ چھین سکے ۔ اور اللہ تعالیٰ نے جماعت کو جس مقصد کے حصول کے لئے پیدا کیا ہے اس میں اسے کامیاب کرے اور وہ دن جلد آئے جب ساری دنیا میں اسلام پھیل جائے اور ساری دنیا میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو دنیا کے محسن اعظم ہیں کی محبت پیدا ہو جائے اور آپ کے حسن و احسان کے جلوے حسین اور ... باد ... دلوں کو ساری دنیا ... اور پیار ... لگ جائے

اے خدا ! تو ایسا ہی کر ۔ آمین

درخواست دعا

مکرم میر عطاء الرحمٰن صاحب نے ... (ح . A) موٹر سروس نے ایک نئی لائن پر بس سٹارٹ کی ہے ۔ موصوف نے پہلے دن کی آمدنی مبلغ بیس روپے اشاعت اسلام میں اور پانچ روپے اعانت بدر میں دیئے ہیں ۔ تمام احباب جماعت سے درخواست ہے کہ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس لائن میں برکت ڈالے ۔ اور موصوف کو دین و دنیا کی نعماء سے نوازے آمین ۔ خاکسار فیض احمد

مبلغ سلسلہ احمدیہ شموگہ ۔

دورِ جدید کا چیلنج ۔ اور ۔ احمدیت

جناب ایڈیٹر صاحب ہفت روزہ الجمعیۃ دہلی کے نام ایک خط

از مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیانی نائب ناظر تالیف و تصنیف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم و علیٰ آلہ

مکرمی جناب وحید الدین خان صاحب ایڈیٹر

ہفت روزہ الجمعیۃ دہلی !

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ ۔

آپ نے اخبار الجمعیۃ مجریہ ۱۲ جنوری ۱۹۷۳ء میں "دورِ جدید کا چیلنج" کے زیر عنوان تحریر فرمایا ہے کہ علماء وقت نے قادیانیت کو سمجھا ہی نہیں ۔ اور یہ کہ ختم نبوت کے بارے میں اس کے مسلک کی وجہ کو سمجھنے اور اس کا تجزیہ کرنے کی ضرورت ہے ۔ جسے اب تک پورا نہیں کیا گیا ۔ اور پھر آپ نے اس کا اصل مسئلہ یہ بتایا ہے کہ وہ دورِ جدید کے اس سوال کا جواب ہے کہ ڈیڑھ ہزار برس پرانی نبوت موجودہ زمانے میں رہنمائی کس طرح کر سکتی ہے ۔ قادیانیت نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ بدلے ہوئے زمانے میں آخری پیغمبر (صلعم) کا ایک روحانی ظہور ہوگا ۔ اور اس روحانی ظہور کے ذریعہ وہ اپنے بعد آنے والے زمانوں کی راہنمائی کریں گے ۔ اس کے لئے آپ نے حضرت چودھری ظفر اللہ خان صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کا ایک اقتباس پیش فرمایا ہے اور اس پر جرح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

"یہ ایک لغو عقیدہ ہے اور سورۃ جمعہ کی جزء آیت (و آخرین منھم لما یلحقوا بھم) آتی ہے ... کو ماخوذ بنایا گیا ہے وہ بھی محض اصل آیت کے غلط ترجمے کا کرشمہ ہے ۔"

آپ نے یہ تو تسلیم فرمایا ہے کہ

"جس ذہنی مشکل کو حل کرنے کے لئے یہ لغویت تراشی گئی ہے اس کا ابھی تک کسی نے علمی سطح پر جدید تقاضوں کو سامنے رکھتے ہوئے تجزیہ نہیں کیا ہے ۔ نتیجہ یہ ہے کہ قادیانیت پر آخری فیصلہ کن کتابیں لکھے جانے کے باوجود علمی اعتبار سے قادیانیت کا اصل مسئلہ ابھی باقی ہے ۔"

ہماری عرض ہے کہ اگر علماء سے یہ فرو گذاشت ہوگئی ہے اور قریباً ایک صدی گزرنے پر بھی وہ علمی تجزیہ کرنے سے قاصر رہے ہیں تو آپ ہی اس کی طرف توجہ فرمائیے اور دنیا کو اپنے علمی تجزیہ سے روشناس کر کے ممنون فرمائیے ۔ ہمیں اس بارے میں شدید انتظار رہے گا ۔

رہا آپ کا آیت موصوفہ کے ترجمہ کو غلط قرار دینا تو یہ بات ثبوت ہے ۔ ترجمہ صاف ہے ... صاف ... بعثت اولین و آخرین ہر دو ... یہاں دو بعثتوں کا ذکر کیا گیا ہے اولین میں ... صلعم کی بعثت بنفس نفیس ہوئی ۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخرین منھم میں حضور کی بعثت کس ... میں ہے ۔ تو اس کا جواب حضور علیہ السلام کے ذریعہ سے خود اللہ تعالیٰ نے فرما رکھا ہے جس کا ذکر سورۃ ھود ع ۲ کی آیت و یتلوہ شاھد منہ میں کیا گیا ہے ۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ جس طرح ماضی میں موسیٰ کی پیشگوئیاں اور حال میں آنحضرت صلعم کے ذاتی بینات حضور کی صداقت کی شہادت ہیں اسی طرح زمانۂ مستقبل میں بھی حضور کے بعد حضور کی طرف سے ایک عظیم الشان شاہد حضور کی مانند آپ کی صداقت کی شہادت دینے کے لئے آئے گا ۔ پس جس مدعی نبوت کے پاس تینوں زمانوں میں صداقت کے دلائل موجود ہیں اس سے بڑھ کر اور کون سچا ہو سکتا ہے ۔

بات یہ ہے کہ بائیبل کے آخر میں اسرائیلی مسیح کے مکاشفہ باب ۱۱ : آیت ۳ تا ... میں ان کے بعد دو ... شاہد نورنبیوں کے آنے کی ان کو خبر دی گئی تھی جن کو زیتون کے دو درخت قرار دیا گیا ہے جو روشنی دینے والے تیل کی وجہ سے دو نور ہیں ملاحظہ ہو مکاشفہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح کو فرمایا

"میں اپنے دو گواہوں کو اختیار دوں گا اور وہ ٹاٹ اوڑھے ہوئے ایک ہزار دو سو ساٹھ دن نبوت کریں گے ۔ یہ وہی زیتون کے دو درخت اور دو چراغ دان ہیں جو زمین کے خداوند کے سامنے کھڑے ہیں اور اگر کوئی انہیں ضرر پہنچانا چاہتا ہے تو ان کے منہ سے آگ نکل کر ان کے دشمنوں کو کھا جاتی ہے اور اگر کوئی انہیں ضرر پہنچانا چاہے گا تو وہ ضرور اسی طرح مارا جائے گا ۔"

اس پیشگوئی کو قرآن کریم میں درست قرار دیا گیا ہے فرمایا اللہ نور السمٰوٰت والارض مثل نورہ کمشکوٰۃ ..... من شجرۃ زیتونۃ ..... نور علیٰ نور یھدی اللہ لنورہ من یشاء بتایا ہے کہ اس پیشگوئی کے مطابق محمد رسول اللہ ڈبل نور ہیں ۔ یعنی آپ کی دو بعثتیں ہیں ۔ پہلی بعثت کے متعلق فرمایا انا ارسلنا الیکم رسولاً شاھداً علیکم کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولاً ۔ (صف ...)

(باقی صلا پر)

محترم مولانا محمد یعقوب خان صاحب سابق ایڈیٹر اخبار لائٹ لاہور کا انتقال پُر ملال

آپ کا ذکرِ خیر

از محترم مولینا ابو العطاء صاحب فاضل ربوہ

نہایت افسوس اور دلی غم واندوہ کے ساتھ لکھا جاتا ہے کہ محترم جناب مولانا محمد یعقوب خان صاحب سابق ایڈیٹر اخبار لائٹ لاہور بتاریخ ۷ر دسمبر ۱۹۷۲ء ایک بجے بعد دوپہر لاہور میں وفات پاکر اپنے محبوبِ حقیقی سے جا ملے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کے ذکرِ خیر پر مشتمل محترم مولانا ابو العطاء صاحب فاضل کا ایک جامع مضمون ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں بلند مقام عطاء فرمائے آمین۔

(ایڈیٹر بدر)

اللہ تعالیٰ بہت نکتہ نواز ہے۔ انسان نہیں جانتا کہ اس کی کونسی نیکی اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہو کر اس کی ہدایت اور نجات کا موجب بن سکتی ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ بعض دفعہ انسان اپنی غلط کاریوں میں بڑھتے بڑھتے اتنا دور چلا جاتا ہے کہ جہنم کے بالکل قریب پہنچ جاتا ہے مگر اچانک تقدیر غالب آتی ہے۔ یعنی اس کی کوئی نیکی اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہو جانے پر اس کا انجام بہتر ہو جاتا ہے اور وہ جنتی قرار پاتا ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت مولانا عبد الکریم صاحب سیالکوٹی رضی اللہ عنہ کی وفات پر جو اشعار فرمائے، ان میں فرمایا ہے ؎

بود در آتش نیچر فرو افتادہ بود
ایں کرامت بیں کہ از آتش بروں آید سلیم

کہ عرصہ دراز تک وہ نیچریت کے دلدادہ رہے مگر کیا یہ کم کرامت ہے کہ وہ نیچریت کی آگ سے بالکل محفوظ باہر نکل آئے۔

ہمارے مرحوم بھائی جناب مولانا محمد یعقوب خان صاحب سابق ایڈیٹر لائٹ لاہور عرصہ دراز تک فریق لاہور کے ساتھ رہے۔ مگر آخر کار مشیتِ ایزدی کے ماتحت وہ سلسلہ احمدیہ کے نظامِ خلافت سے دوبارہ منسلک ہو گئے۔ محترم مولانا مرحوم نے سلسلہ احمدیہ میں ۱۹۱۲ء میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاول حضرت مولانا نور الدین رضی اللہ عنہ کے دستِ مبارک پر بیعت کی۔ ۱۹۱۴ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کی وفات پر محترم مولانا محمد یعقوب صاحب فریق لاہور کے اکابر کی دوستی میں اُن کے ساتھ شامل ہو گئے اور انہوں نے خلافتِ ثانیہ کی بیعت نہ کی۔ اگرچہ یہ بات بڑی تعجب انگیز تھی کہ جس مخلص صاحبِ علم دوست نے بیعت ہی خلیفہ اوّل کے ہاتھ پر کی تھی وہ اس بیعت کے دو سال بعد ان کی وفات پر اس بات کا قائل ہو جائے کہ سلسلہ احمدیہ میں سرے سے نظامِ خلافت ہی غیر ضروری ہے اور اب جماعت میں خلیفہ دوم کو تسلیم کرنا ضروری نہیں۔ یہ صورتِ حال یقیناً حیران کن ہے۔ مگر بعض دفعہ دوستی میں انسان کی نظر سے بڑے بڑے حقائق اوجھل ہو جاتے ہیں۔

جناب مولانا یعقوب خان صاحب مرحوم ایسے غیر مبائعین میں سے نہ تھے جنہیں جماعت کے نظام اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان سے بغض پیدا ہو گیا ہے۔ اور وہ اندھا دھند دشمنی میں حد سے تجاوز کر گئے ہیں۔ آپ غیر مبائعین کے اس محدود زمرہ میں شامل تھے جو بعض اختلافات کے باوجود مرکز ... اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان سے محبت رکھتے ہیں۔ محترم مولانا صاحب مرحوم نے بیعتِ خلافتِ ثالثہ سے پیشتر اپنے جو واقعات ایک مجلس میں سنائے تھے ان میں ایک واقعہ یہ بھی تھا کہ جب وہ غیر مبائعین کی طرف سے ووکنگ میں امام مقرر تھے تو انہوں نے وہاں پر محترم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب کے اعزاز میں ایک دعوت دی۔ لاہور والوں کی جواب طلبی پر آپ نے جواب دیا کہ وہ میرے مُرشد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے ہیں اور میرے نہایت گہرے دوست حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کے بیٹے ہیں میں نے از راہِ محبت ان کے لئے یہ تقریب پیدا کی تھی۔

قیامِ پاکستان سے پیشتر جب ایک دفعہ بعض دشمنوں نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر شائع کر دی تھی تو محترم مولانا یعقوب خان صاحب نے بطور ایڈیٹر لائٹ حضور رضی اللہ عنہ کے بارے میں نہایت شاندار نوٹ شائع کیا۔ اور اپنی زبردست عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے آپ کے متعدد کارناموں کا ذکر فرمایا۔ اب ۱۹۶۵ء میں حضور رضی اللہ عنہ کے وصال کے موقعہ پر آپ نے پھر آپ کی وفات کا تذکرہ نہایت خلوص وعقیدت سے فرمایا۔ حتیٰ کہ بعض تنگ ظرف غیر مبائعین نے اس نوٹ کے متعلق یہ اعلان کر دیا کہ یہ مولانا مرحوم کے ذاتی خیالات ہیں۔

مجھے خوب یاد ہے کہ ربوہ بننے کے بعد ایک دفعہ محترم مولانا یعقوب خان صاحب مرحوم تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ میں تقریر کرنے کے لئے تشریف لائے۔ تو آپ نے بہترین الفاظ میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے تعمیرِ ربوہ کے کارنامہ کو خراجِ تحسین ادا کیا۔ اور اس زبانی روایت کا بھی محبت سے ذکر کیا کہ قادیان نے تو بڑھتے بڑھتے دریائے بیاس تک جانا ہے۔ اور لاہور کے متعلق لوگ کہیں گے کہ لاہور ہوتا تھا۔ مجھے ان کی تقریر کے وقت بڑی حیرت ہو رہی تھی کہ ایسا شخص اب تک خلافت سے وابستگی سے کیوں محروم ہے۔ جب میں نے علیحدگی میں اس حیرت کا اظہار کیا تو مولانا مرحوم مسکرا دیئے۔

یہ بھی جناب مولانا یعقوب خان صاحب کی نیکی تھی کہ حضرت خلیفہ ثانی رضی اللہ عنہ کے وصال کے موقع پر تعزیت کے لئے لاہور سے ربوہ تشریف لائے۔ واقعات تو بہت ہیں۔ یہ دو تین باتیں صرف اس وضاحت کے لئے ذکر کی ہیں کہ حضرت مولانا یعقوب خان صاحب مرحوم زمانۂ غیر مبائعین کے وقت بھی ادب اور احترام کا لحاظ رکھنے والے اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے عقیدت رکھنے والے تھے۔ یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ مولانا دل کی گہرائیوں سے سوچتے رہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنے الہامات میں جو بشارات ترقی دی ہیں ان کے ظہور کی صورت بنیادی طور پر اس جماعت کے ذریعہ ہو رہی ہے جو نظامِ خلافت سے وابستہ ہے۔ باقی فریق لاہور کی اندرونی و بیرونی حالت تو آپ کے سامنے ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو چشمِ بینا اور سوچنے والا دل دیا تھا۔ آپ کی فراست بھی مومنانہ فراست تھی۔

خلافتِ ثانیہ کے بعد جب اللہ تعالیٰ کی منشاء اور اس کی پیشگوئیوں کے مطابق سیدنا حضرت مرزا حافظ ناصر احمد صاحب ایدہ اللہ بنصرہ جماعت احمدیہ کے خلیفہ ثالث مقرر ہوئے تو بعض نادان غیر مبائعین نے از راہِ بغض و عناد انہیں سراسر نااہل قرار دیا مگر اہلِ دل مومنوں کو اس انتخاب میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کا خاص ہاتھ نظر آتا تھا۔

یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۔

محترم مولانا یعقوب خان صاحب کے لئے آسمانی سعادت کے دروازوں کے کھلنے کی ساعت سعد آپہنچی تھی۔ آپ کے دل نے محسوس کیا کہ اب جماعت احمدیہ کے موجودہ رُوحانی امام سے علیحدہ رہنا سخت بدقسمتی ہے اور زندگی کا کوئی اعتبار نہیں آپ کی آنکھوں نے آسمانی نور کو اس امام ہمام ایدہ اللہ بنصرہ کے مبارک چہرہ پر مشاہدہ کیا۔ اتنی شہادتوں کے ادا کرنے کے بعد ضروری ہو گیا کہ آپ کی بیعت کر کے پورے طور پر انوار و برکاتِ سماویہ کو حاصل کریں۔ مجھے خوشی ہے کہ اس بارے میں ایک آخری تحریک کرنے کی مجھے بھی سعادت حاصل ہوئی تھی۔ ۱۹۶۹ء میں آپ نے بیعت کی۔ اور پھر اسی سال کے نومبر میں آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقرر فرمودہ نظامِ وصیت میں بھی شامل ہونے کی سعادت نصیب ہو گئی۔

مجھے حضرت مولانا کے بیعت کرنے کے بعد بھی کئی مرتبہ آپ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ آپ کی باتیں نہایت ایمان افروز اور تاریخِ سلسلہ پر مشتمل ہوتی تھیں۔ جماعت کی ترقی سے آپ بہت محظوظ ہوتے تھے۔ سلسلہ کے اخبار و رسائل باقاعدہ مطالعہ کرتے تھے۔ ماہنامہ الفرقان کے ایک خاص نمبر کی آپ نے بہت تعریف فرمائی تھی۔ آپ کا یہ مضمون روزنامہ الفضل میں بھی شائع ہو چکا ہے۔ آپ آخری دنوں فالج کی وجہ سے بیمار تھے۔ لیکن مطالعہ اور ذہنی گفتگو برابر جاری رہتی تھی۔

آخر حضرت مولانا مرحوم ۷ر دسمبر ۱۹۷۲ء بروز جمعرات بیاسی سال کی عمر میں وفات پا گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان کی مغفرت فرمائے اُن کے درجات بلند فرمائے اور ان کے جملہ پسماندگان پر فضلوں کی بارش نازل فرماتا رہے۔ اللّٰھُمّ آمین۔

بمبئی میں عید الاضحیہ

بمبئی میں نمازِ عید الاضحیہ ۱۶ جنوری ۱۹۷۳ء کو ۸½ بجے صبح الحق بلڈنگ کے صحن میں ادا کی گئی۔ بعدہٗ خطبہ میں خاکسار نے عید الاضحیہ کا فلسفہ اور اس سے حاصل کردہ سبق بیان کیا کہ جو شخص بھی مرد ہو یا عورت بچہ ہو یا بوڑھا۔ باپ ہو یا بیٹا۔ خدا تعالیٰ کے لئے قربانی کرے گا خداوند تعالیٰ اُسے اپنی برکات سے نوازے گا۔ اسلئے ہمیں خدمتِ دین اور اشاعتِ اسلام کے لئے ہر قسم کی قربانی کرتے رہنا چاہیئے۔ مستورات کے لئے پردہ کا انتظام تھا اور لاؤڈ اسپیکر کا اہتمام مکرم غلام محمود صاحب بادگیری نے کیا۔ فجزاہ اللہ تعالیٰ۔ نمازِ عید میں چند غیر احمدی دوست بھی شریک ہوئے۔ لاؤڈ اسپیکر کی وجہ سے خطبہ کی آواز بھی دوسروں تک پہنچی اور تبلیغ کا ذریعہ پیدا ہوا فالحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

خاکسار شریف احمد امینی مبلغ انچارج بمبئی۔

ربوہ میں جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ میں ایک لاکھ پچیس ہزار فدائیوں کا ایمان افروز اجتماع

بقیہ صفحہ اول

اپنی بصیرت افروز تقاریر کے علاوہ جلسہ سالانہ کے ایام میں زیادہ سے زیادہ احباب کو ملاقات کا شرف بھی بخشا۔ ان ایام میں ربوہ کی تمام مساجد بالخصوص مسجد مبارک اور پھر بہشتی مقبرہ میں حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا اور حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کے مزاروں پر بالخصوص ہر وقت دعائیں کرنے والوں کا تانتا بندھا رہا

مسجد مبارک میں ان ایام میں عام نمازوں کے علاوہ نمازِ تہجد بھی باجماعت ادا کی جاتی رہی جس میں ہزاروں احباب سردی کے باوجود روزانہ شریک ہوتے رہے اور آہ وزاری کے ساتھ غلبۂ اسلام کے لئے دعائیں کرتے رہے۔ نمازِ تہجد حافظ قریشی محمد صدیق صاحب پڑھاتے رہے۔ نماز فجر کے بعد محترم مولانا ابوالعطاء صاحب، محترم مولانا قاضی محمد نذیر صاحب لائل پوری اور محترم مولانا عبدالمالک خاں صاحب باری باری درس دیتے رہے۔ اور احباب کثرت کے ساتھ اس میں شامل ہوتے رہتے۔ اور روحانی انعامات و افضال سے مالامال ہونے کی توفیق پاتے رہے

مختلف دیار و امصار سے آنے والے احباب

جلسہ سالانہ میں نہ صرف پاکستان کے کونے کونے سے احباب شامل ہوئے بلکہ بہت سے احباب مختلف دیار و امصار سے ہزاروں میل کی مسافت طے کر کے محض اس مقدس جلسہ میں شمولیت کے لئے یہاں تشریف لائے۔ انگلستان، کویت اور مشرقِ وسطیٰ کے دیگر ممالک اور عرب ریاستوں سے تو درجنوں کی تعداد میں احباب تشریف لائے ان کے علاوہ امریکہ کینیڈا۔ مغربی جرمنی سوڈان افریقہ۔ ہالینڈ۔ ناروے اور انڈونیشیا کے بھی متعدد احمدی دوست جلسہ میں شامل ہوئے۔ بیرونی ممالک سے تشریف لانے والے احباب میں محترم چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب صدر عالمی عدالت ہیگ (ہالینڈ) محترم السید منیر الحصنی صاحب امیر جماعت احمدیہ دمشق (شام) محترم بشیر احمد صاحب آرچرڈ (انگریز مبلغ اسلام) اور محترم محمد ناصر بن بہرام یوسف صاحب (انڈونیشیا) بھی شامل ہیں۔

مستورات کے جلسہ سالانہ میں ڈنمارک امریکہ۔ انگلستان۔ انڈونیشیا۔ نمبیا۔ کینیا کینیڈا اور کویت سے آنے والی احمدی بہنیں شامل ہوئیں۔ الغرض نہ صرف پاکستان کے ہر حصے اور ہر علاقے سے احباب بکثرت تشریف لائے۔ بلکہ دنیا کے دور دراز ممالک سے بھی متعدد احباب تشریف لا کر جلسے میں شامل ہوئے یہ سب احباب احمدیت کی صداقت کا ایک نشان تھے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس زمانہ میں جبکہ آپ گمنامی کی زندگی بسر کر رہے تھے، یہ بشارت دی تھی کہ

"میں تجھے زمین کے کناروں تک عزت کے ساتھ شہرت دوں گا اور تیرا ذکر بلند کروں گا۔ اور تیری محبت دلوں میں ڈال دوں گا" (تذکرہ ص ۱۸۲)

یہ الٰہی بشارت اس دفعہ بھی جلسہ سالانہ پر دنیا کے دور دراز علاقوں سے آنے والے ان مہمانوں کے ذریعہ پوری ہوئی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے محبت و عقیدت کی وجہ سے دنیا کے کونے کونے سے مرکزِ احمدیت میں کشاں کشاں چلے آئے۔

جلسہ سالانہ کا اہم ترین پروگرام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے وہ بصیرت افروز خطابات تھے جو حضور نے مردانہ اور زنانہ جلسہ گاہوں میں فرمائے ۲۶؍ دسمبر کی صبح کو حضور نے جلسہ کا آغاز کرتے ہوئے افتتاحی خطاب فرمایا جو اگرچہ مختصر تھا لیکن نہایت جامع و مانع اور غور و فکر کرنے والوں کے لئے یقین و ایمان اور معرفت و بصیرت کے صدہا سبق اپنے اندر رکھتا تھا۔ اگلے روز ۲۷؍ دسمبر کو پہلے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مستورات کے جلسہ سالانہ میں اہم تقریر فرمائی اور پھر مردانہ جلسہ میں ایک ولولہ انگیز خطاب فرمایا جس میں حضور نے سلسلہ احمدیہ کے مختلف اخبارات و رسائل کی اشاعت کو وسیع کرنے اور نئی شائع ہونے والی اہم کتب کو خریدنے کی طرف توجہ دلائی۔ اس تقریر میں حضور نے بعض دیگر امور کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے ان فضلوں کا تذکرہ بھی فرمایا جو ہماری سفیر مساعی کے نتیجہ میں وہ محض اپنے فضل سے جماعت پر کر رہا ہے

جلسہ کے آخری روز حضور نے پھر تقریر فرمائی جو دو گھنٹے تک جاری رہی۔ اس میں حضور نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کی اہمیت واضح کرنے کے بعد اس کے بنیادی اور اہم اصولوں پر روشنی ڈالی۔ اور بڑے ہی مؤثر انداز میں احباب جماعت کو اسوۂ رسولؐ کی پیروی کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے چار بنیادی صفات کا اپنے اپنے دائرہ میں مظہر بننے کی تلقین فرمائی: تاکہ ہم احسن رنگ میں غلبۂ اسلام کی عظیم ذمہ داریوں کو ادا کر سکیں اور بنی نوع انسان کی سچی اور بے لوث خدمت کر کے انہیں آستانہ الٰہی پر حقیقی معنوں میں جھکانے کے قابل ہو سکیں اس تقریر میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے موجودہ ملکی حالات کا ذکر کرتے ہوئے ملک کے لئے خصوصیت سے دعائیں کرنے کی بھی تحریک فرمائی۔

اگلے روز جمعہ تھا جبکہ جلسہ پر تشریف لانے والے ہزارہا احباب نے حضور کی اقتداء میں نماز جمعہ کی ادائیگی کی سعادت حاصل کی۔ نماز جمعہ سے قبل حضور نے ایک بصیرت افروز خطبہ ارشاد فرمایا۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی یہ جملہ تقاریر وقت اور زمانہ کے تقاضوں کے لحاظ سے اور اپنی اہمیت و افادیت کے اعتبار سے خاص شان اور اثر و جذب کی حامل تھیں۔ ان کے ایک ایک لفظ سے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء، غلبۂ اسلام کے لئے حقیقی جوش اور رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سچی اور والہانہ عقیدت کے جذبات پھوٹ پھوٹ کر نکل رہے تھے۔ اور سننے والوں پر وجد کی کیفیت طاری کر رہے تھے قلوب ہر قسم کی کثافت اور زنگ سے پاک ہو کر پانی کی طرح بارگاہِ ایزدی میں بہہ رہے تھے اور بار بار جلسہ گاہ کے مختلف حصوں سے اللہ اکبر اسلام زندہ باد۔ حضرت خاتم النبیین زندہ باد احمدیت زندہ باد اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث زندہ باد کے پُرجوش اور فلک بوس نعرے فضا میں بلند ہو رہے تھے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے یہ ولولہ انگیز خطابات جہاں اسلام اور احمدیت کی روشن دلیل تھے وہاں یہ خلافت کے بابرکت آسمانی نظام کی حقانیت کو بھی واضح کر رہے تھے۔ اور اس حقیقت کو آشکار کر رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ خلیفۂ وقت کی زبان میں اور اس کے الفاظ میں کتنی غیر معمولی تاثیر پیدا کر دیتا ہے۔ اس کی جاری کردہ تحریکات کو کامیاب کرتا ہے اور ہزارہا قلوب میں اس کے لئے کس طرح والہانہ عقیدت و محبت کے جذبات پیدا کر دیتا ہے۔

علمائے سلسلہ کی اہم تقاریر

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زندگی بخش تقاریر کے علاوہ جلسہ سالانہ کے مبارک موقع پر احباب کرام کو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے دیگر متعدد بزرگوں اور علماء سلسلہ کی نقوش پر معرفت اور ایمان افروز تقاریر سننے کا بھی موقع میسر آتا ہے۔ چنانچہ اس دفعہ جلسہ سالانہ پر پہلے روز کے اجلاس اول میں محترم سید جواد علی صاحب سابق مبلغ امریکہ اور محترم مولانا عبدالمالک خاں صاحب ناظر اصلاح و ارشاد نے علی الترتیب

۱۔ مختلف مذاہب میں خدا کا تصور

۲۔ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم (کی زندگی کا ایک پہلو تبلیغ)۔

کے موضوعات پر تقاریر فرمائیں

اجلاس دوم میں محترم نسیم سیفی صاحب وکیل التعلیم نے "مقامِ خلافت حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کی نظر میں" کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ جناب مرزا عبدالحق صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعت ہائے احمدیہ پنجاب نے لین دین کے معاملات میں اسلامی تعلیم کو واضح فرمایا۔ اور آخر میں محترم مولانا قاضی محمد نذیر صاحب لائل پوری ناظر اشاعت لٹریچر و تصنیف نے "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ماننا کیوں ضروری ہے" کے اہم موضوع پر تقریر فرمائی

اگلے روز ۲۷؍ فتح (دسمبر) کے اجلاسِ اول میں محترم شیخ مبارک احمد صاحب سابق رئیس التبلیغ مشرقی افریقہ نے "نبوتِ محمدیہ کی فیض رسانی" کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ جس کے بعد محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیلِ اعلیٰ و وکیل التبشیر نے "ذکرِ حبیب" کے موضوع پر تقریر فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مبارک زندگی کے متعدد ایمان افروز واقعات بیان فرمائے جن سے حضور کے پاکیزہ اور قابلِ تقلید اخلاق و شمائل پر روشنی پڑتی تھی۔ اس اجلاس کی آخری تقریر محترم پروفیسر بشارت الرحمٰن صاحب ایم اے ناظر تعلیم کی تھی۔ آپ کی تقریر کا موضوع "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیاں (کوریا اور زار روس کے متعلق) تھا۔

جلسہ کے آخری روز ۲۸؍ فتح کے اجلاسِ اول میں سب سے پہلے محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب صدر عالمی عدالت ہیگ (ہالینڈ) نے احباب سے خطاب فرمایا۔ آپ نے موجودہ بڑھتی ہوئی عالمگیر بے چینی کی وجوہ اور اس کا علاج کے موضوع پر اظہارِ خیال فرمایا اور بتایا کہ اللہ تعالیٰ سے دوری اور اس پر ایمان و معرفت میں کمی ہی موجودہ عالمگیر بے چینی کی اصل وجہ ہے اور اس کا علاج یہی ہے کہ ہم اپنے خدا کو پہچانیں۔ اس کی صفات پر علیٰ وجہ البصیرت ایمان پیدا کریں اور اس سے ذاتی تعلق استوار کریں۔ تاکہ قلوب میں حقیقی اطمینان پیدا ہو سکے۔

محترم چوہدری صاحب موصوف کی تقریر کے بعد محترم مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل ناظر اصلاح و ارشاد (تعلیم القرآن) نے (فضائل قرآن و حقوق العباد) کے موضوع پر اور آخر میں محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب ناظم ارشاد وقفِ جدید نے حقیقتِ نماز پر تقاریر فرمائیں

مندرجہ بالا اجلاسوں میں محترم شیخ محمد احمد صاحب

مظہر ایڈووکیٹ امیر جماعت ہائے احمدیہ ضلع لائل پور۔ محترم چوہدری اسداللہ خاں صاحب بیرسٹر ایٹ لا امیر جماعت احمدیہ لاہور۔ محترم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب اور محترم مرزا عبدالحق صاحب ایڈووکیٹ صوبائی امیر نے صدارت کے فرائض سرانجام دیئے جملہ تقاریر بڑی دلچسپی اور گہرے انہماک کے ساتھ سنی گئیں۔

محترم السید منیر الحصنی صاحب کی تقریر

مندرجہ بالا تقاریر کے علاوہ ۲۷ دسمبر کے اجلاس اول میں دمشق سے تشریف لانے والے ہمارے قدیم بزرگ السید منیر الحصنی صاحب نے عربی زبان میں مختصر تقریر کرتے ہوئے اپنے جذبات کا اظہار فرمایا۔ آپ نے احمدیت پر اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اپنے مستحکم اور غیر متزلزل ایمان ویقین کا اظہار کرتے ہوئے شام کے احمدی احباب کی طرف سے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کا مخلصانہ ہدیہ پیش کیا۔ اور دعا کی درخواست کی کہ اللہ تعالےٰ انہیں ہمیشہ ہی اسلام اور احمدیت کی خدمت کرنے کی توفیق بخشتا رہے۔ آپ نے فرمایا جب بھی اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے کوئی مصلح اور مامور دنیا کی اصلاح کے لئے مبعوث کرتا ہے دنیا ہمیشہ اس کی مخالفت کرتی ہے لیکن بالآخر اللہ تعالےٰ کا مامور ہی کامیاب ہوتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کی بھی ہر میدان میں تائید ونصرت فرما رہا ہے اور اس کی کامیابی کے نظارہ کا آج میں جلسہ سالانہ کے اس عظیم اجتماع میں شریک ہو کر اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر رہا ہوں اور اس پر اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کرتا ہوں۔

اجلاس شبینہ

حسب معمول اس دفعہ بھی نظارت اصلاح وارشاد کے زیر اہتمام جلسہ سالانہ کا ایک اجلاس شبینہ ۲۶ دسمبر کی شب کو مسجد مبارک میں منعقد ہوا جس میں صدارت کے فرائض محترم نسیم سیفی صاحب سابق رئیس التبلیغ مغربی افریقہ نے سرانجام دیئے اس اجلاس میں تلاوت قرآن مجید ونظم کے بعد سب سے پہلے محترم مسعود احمد خاں صاحب دہلوی ایڈیٹر روزنامہ الفضل نے حضرت سلطان القلم اور اردو ادب کے موضوع پر اپنا مقالہ پڑھا۔ اس کے بعد محترم سید احمد علی صاحب فاضل مربی سلسلہ احمدیہ نے "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت داعی الی اللہ وسراجاً منیراً" کے موضوع پر تقریر فرمائی اور پھر مکرم مبشر احمد صاحب کاہلوں طالبعلم جامعہ احمدیہ نے خلافت احمدیہ کی تاریخ کے موضوع پر اپنا مضمون پڑھا آخر میں صاحب صدر (محترم نسیم سیفی صاحب) نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منفرد اسلوب تحریر کا ذکر کرتے ہوئے احباب جماعت کو حضور علیہ السلام کی کتب کو کم از کم تین مرتبہ پڑھنے کی طرف توجہ دلائی اور احباب کو مختلف دینی موضوعات پر تحقیقی مضامین لکھنے کی تحریک بھی کی۔

مہمانوں کی رہائش وطعام کے عدیم النظیر انتظامات

جلسہ سالانہ کے موقع پر جبکہ ایک لاکھ سے زاید مہمان سفر کی صعوبتیں برداشت کرکے دور ونزدیک سے بڑی محبت وعقیدت کے ساتھ اپنے مرکز میں تشریف لاتے ہیں ان کی رہائش وطعام کا تسلی بخش انتظام کرنا اور ان کے لئے ہر ممکن سہولت بہم پہنچانا ہر سال مخلصین ربوہ کا بظاہر ایک مشکل لیکن دراصل ایک خوشگوار فریضہ ہوتا ہے جسے وہ بصد ذوق وشوق ہنستے ہوئے چہروں اور مخلصانہ جذبات کے ساتھ ہر سال ادا کرتے ہیں۔ مہمانوں کی اتنی کثیر تعداد کے لئے رہائش کا انتظام اور ہر روز بروقت کھانا تیار کرنے اور پھر کھلانے کے انتظامات جس قدر حسن وخوبی کے ساتھ جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ کے موقع پر طے پاتے ہیں بلا مبالغہ کہا جاسکتا ہے کہ اس کی ہرگز کسی اور جگہ مثال نہیں ملتی۔ دراصل یہ نتیجہ ہے اتحاد کا۔ اس باہمی تعاون اور اخلاص ومحبت کا جو خلافت کے بابرکت نظام کی وجہ سے خدا کے فضل سے افراد جماعت میں پایا جاتا ہے اسی کی بدولت ہر سال بغیر کسی دقت کے یہ سارے انتظامات پایۂ تکمیل تک پہنچ جاتے ہیں۔ خدام ربوہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمانوں کی خدمت کو عین سعادت اور اپنی خوش قسمتی سمجھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ وہ ان کی سہولت وآرام کی خاطر دن رات ایک کر دیتے ہیں اور اسی میں وہ راحت محسوس کرتے ہیں۔

حسب سابق امسال بھی افسر جلسہ سالانہ کے فرائض محترم سید داؤد احمد صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ نے سرانجام دیئے جنہیں خدا کے فضل سے مہمان نوازی کی تقریبات کا وسیع انتظامی تجربہ ہے اور یہ ملکہ انہیں اپنے بزرگ باپ (حضرت سید میر محمد اسحٰق صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ) کی طرف سے بھی ورثتاً ملا ہے۔ آپ کے ماتحت تین نائب افسر جلسہ سالانہ تھے۔ یعنی محترم پروفیسر بشارت الرحمٰن صاحب ایم اے۔ محترم چوہدری حمید اللہ صاحب اور محترم سید محمود احمد صاحب ناصر۔

انتظامات کو باحسن سرانجام دینے کے لئے تیس مختلف نظامتیں مقرر تھیں۔ مثلاً نظامت سپلائی نظامت مکانات۔ نظامت استقبال والوداع۔ نظامت مہمان نوازی۔ نظامت نگرانی وحاضری معاونین نظامت آب رسانی۔ نظامت اجرائے پرچی خوراک نظامت طبی امداد وغیرہ

ہر نظامت میں افسر صیغہ اور نائب افسر صیغہ کے ماتحت معاونین کی بہت بڑی تعداد تھی جو دن رات اپنے فرائض میں منہمک رہی

مہمانوں کے قیام کے لئے مردوں اور عورتوں کے لئے علیحدہ علیحدہ مختلف اجتماعی قیامگاہوں کا انتظام تھا جہاں وہ ایک تنظیم کے ماتحت جماعت وار رہائش پذیر رہے۔ پھر بہت سے خیمہ جات اور چھولداریوں کا بھی اہتمام تھا۔ ان کے علاوہ ربوہ کا قریباً ہر گھر مہمانوں سے پُر تھا ان سب جگہوں پر پرالی بچھا دی گئی تھی جس پر مہمان رات کو آرام کرتے تھے۔ ان کے لئے روٹی اور کھانا تیار کرنے کے لئے تین لنگر خانوں کی علیحدہ علیحدہ نظامتیں قائم تھیں۔ یعنی لنگر خانہ دارالصدر (ناظم ملک سیف الرحمٰن صاحب) لنگر خانہ دارالرحمت (ناظم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب) لنگر خانہ دارالعلوم (ناظم پروفیسر ڈاکٹر سید سلطان محمود صاحب شاہد) لنگر خانہ دارالصدر میں روٹی تیار کرنے کے لئے سوئی گیس سے چلنے والی ۱۶ مشینیں نصب تھیں جو تھوڑے سے تھوڑے عرصہ میں ہزاروں کی تعداد میں روٹیاں تیار کرتی رہیں۔ اس لنگر خانہ میں سوئی گیس کی ایک خودکار مشین بھی نصب ہے جس میں روٹی کے پیڑے بنانے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ گوندھا ہوا آٹا مشین میں ڈال دیا جاتا ہے روٹیاں از خود تیار ہو کر نکلتی چلی جاتی ہیں۔ لیکن یہ مشین سر دست تجرباتی مراحل میں ہے

لنگر خانہ دارالرحمت میں سوئی گیس کی دس مشینیں دن رات کام کرتی رہیں۔ البتہ لنگر خانہ دارالعلوم میں تنوروں پر ہی حسب سابق روٹی تیار ہوتی رہی کیونکہ وہاں پر ابھی سوئی گیس نہیں پہنچی۔ ہر روز جلسہ سالانہ شروع ہونے سے قبل تمام مہمانوں کو جو اجتماعی قیام گاہوں کے علاوہ ربوہ کے تمام محلہ جات میں اور قریباً ہر ایک گھر میں مقیم تھے کھانا کھلا دیا جاتا تھا۔ بیمار ہو جانے والے مہمانوں کے لئے پرہیزی کھانا تیار کرنے کی الگ نظامت موجود تھی۔ الغرض مہمانوں کے قیام وطعام کے لئے ہر ممکن سہولت میسر کرنے کی کوشش کی جاتی رہی اور اس کوشش میں خدا تعالےٰ کے فضل سے اہل ربوہ نے بھرپور حصہ لیا۔ اہل ربوہ کے علاوہ باہر سے تشریف لانے والے بہت سے ایسے جواں ہمت مہمان بھی تھے جنہوں نے اپنی خدمات جلسہ سالانہ کی انتظامیہ کو پیش کیں اور اس کے ماتحت وہ بھی دن رات خدمت کے مختلف کاموں میں مصروف رہے اللہ تعالےٰ خدمت اور مہمان نوازی میں حصہ لینے والے سب احباب جماعت کو (جن میں عورتیں مرد اور بچے بوڑھے اور نوجوان سبھی شامل تھے) اپنے پاس سے جزائے خیر عطا فرمائے اور خدمت میں جو کمی یا خامی رہ گئی ہو اسے آئندہ پوری کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین

انتظامات جلسہ سالانہ کا جو حصہ جلسہ گاہ کی تعمیر اور جلسہ کے پروگرام اور سٹیج کے ٹکٹ وغیرہ سے تعلق رکھتا ہے وہ نظارت اصلاح وارشاد کے ذمہ ہوتا ہے چنانچہ ناظر اصلاح وارشاد محترم مولانا عبدالمالک خاں صاحب کی زیر نگرانی یہ جملہ امور طے پائے۔ سٹیج اور گیلریوں کی تعمیر تو جلسہ سے کئی روز پہلے شروع کر دی گئی تھی۔ سٹیج کے دائیں اور بائیں طرف کچھ حصہ سامعین خاص کے لئے مخصوص کر دیا گیا اور ان کے بیٹھنے کے لئے کرسیوں کا انتظام کیا گیا۔ اس دفعہ سٹیج کے دائیں پہلو میں لوائے پاکستان اور بائیں طرف لوائے احمدیت لہرانے کا انتظام کیا گیا تھا چنانچہ جلسہ کے تینوں روز یہ دونوں جھنڈے برابر لہراتے رہے اور خدام الاحمدیہ باری باری ان کے نیچے کھڑے ہو کر پہرہ دیتے رہے جلسہ گاہ کے تین طرف اس دفعہ بھی گیلریاں بنائی گئی تھیں

خواتین کا جلسہ سالانہ

احمدی خواتین کا جلسہ سالانہ بھی اللہ تعالےٰ کے فضل سے بہت کامیاب اور بابرکت رہا۔ اس میں جس کثرت کے ساتھ خواتین شامل ہوئیں وہ بھی خدا تعالےٰ کی تائید ونصرت کا ایک کھلا نشان تھا۔ خواتین کی کثرت کا یہ عالم تھا کہ جلسہ گاہ جو دفتر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ سے ملحق وسیع لان میں تیار کی گئی تھی بہت ہی ناکافی ثابت ہوئی۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ نے مستورات سے جو خطاب فرمایا اس میں بھی آپ نے اس امر کا ذکر فرمایا اور آئندہ سال زیادہ وسیع اور کھلے میدان میں جلسہ منعقد کرنے کا ارشاد فرمایا۔ مجموعی طور پر جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والی خواتین کی تعداد چالیس اور سنتالیس ہزار کے درمیان رہی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے ۲۷ دسمبر کی دوپہر کو خواتین کے جلسہ میں تشریف لا کر ایک بصیرت افروز خطاب فرمایا جس میں حضور نے سورۃ النصر کی روشنی میں بتایا کہ جب کثرت کے ساتھ لوگ حق کو قبول کرنے لگیں تو مومنین کی جماعت پر دو اہم ذمہ داریاں عاید ہوتی ہیں۔ اول خدا تعالےٰ کی تسبیح وتحمید کرنا کہ اس نے اپنے وعدوں کو پورا کیا۔ دوم تربیت کی ذمہ داری جو ایسی صورت میں بہت بڑھ جاتی ہے۔ اس ذمہ داری کو ادا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ کثرت کے ساتھ استغفار کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ سے مدد طلب کی جائے تاکہ وہ ہماری کمزوریوں پر پردہ پوشی فرمائے اور جو کمی بھی ہماری کوششوں میں باقی رہ جائے اسے خود پورا فرما دے۔ حضور ایدہ اللہ نے احمدی خواتین کو بڑے ہی مؤثر انداز میں یہ نصیحت فرمائی کہ وہ اللہ تعالےٰ کی صفات کا مظہر بننے کی اور مخلوق خدا کی زیادہ سے زیادہ بے لوث اور بے غرضانہ خدمت کرنے کی کوشش کریں۔

حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کے ایمان افروز خطاب کے علاوہ مستورات کے جلسہ سے حضرت سیدہ منصورہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی حرم حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے بھی خطاب فرمایا جس میں آپ نے دعا کی اہمیت اور اس کی

برکات کو مؤثر رنگ میں واضح کرتے ہوئے اپنی تمام بہنوں کو دعا کے برکات سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی نصیحت فرمائی حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ مدظلہا العالی صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ نے دو مرتبہ خواتین سے خطاب فرمایا۔ پہلے ۲۶ دسمبر کی دوپہر کو آپ نے تقریر فرمائی اور پھر جلسہ کے آخری روز ۲۸ دسمبر کو خواتین سے الوداعی خطاب فرمایا اور انہیں اہم اور زریں نصائح سے نوازا حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ مدظلہا العالی نے ۲۷ دسمبر کو خلافت سے وابستگی اور فلاح دارین کے اہم موضوع پر تقریر فرمائی۔ خواتین مردانہ جلسہ گاہ کی تقاریر سے بھی مستفیض ہوئیں کیونکہ لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ رابطہ قائم کر دیا گیا تھا جیسا کہ پہلے بھی ذکر کیا جا چکا ہے خواتین کے جلسہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے نہ صرف پاکستان کے کونہ کونہ سے بکثرت احمدی خواتین شامل ہوئیں بلکہ متعدد بیرونی ممالک سے بھی احمدی بہنیں اس موقع پر تشریف لائی ہوئی تھیں ذیل میں صرف ان ممالک کے نام درج کئے جاتے ہیں جہاں کی احمدی بہنوں کو جلسہ میں شمولیت کے لئے سٹیج ٹکٹ دیا گیا۔

انگلستان۔ ڈنمارک۔ امریکہ۔ افریقہ کے مختلف ممالک۔ انڈونیشیا۔ کینیڈا۔ کویت عراق۔ سعودی عرب۔

جلسہ سالانہ کا پہلا دن

۲۶ فتح (دسمبر) کو پونے دس بجے صبح حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جماعت احمدیہ کے ۸۰ ویں جلسہ سالانہ کا افتتاح فرمانے کے لئے بذریعہ کار تشریف لائے جونہی حضور نے سٹیج پر رونق افروز ہو کر السلام علیکم فرمایا تمام سامعین جلسہ نے کھڑے ہو کر اور اللہ اکبر۔ اسلام زندہ باد۔ حضرت خاتم النبیین زندہ باد۔ احمدیت زندہ باد اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث زندہ باد کے پُرجوش نعروں کے ساتھ حضور کا خیر مقدم کیا۔

کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا جو کہ مکرم ڈاکٹر حافظ مسعود احمد صاحب سرگودہا نے کی۔ تلاوت کے بعد جناب ثاقب صاحب زیروی نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاکیزہ منظوم کلام میں سے مندرجہ ذیل اشعار خوش الحانی کے ساتھ پڑھے ؎

باغ میں ملت کے ہے کوئی گل رعنا کھلا
آئی ہے باد صبا گلزار سے مستانہ وار
اب اسی گلشن میں لوگو راحت و آرام ہے
وقت ہے جلد آؤ اے آوارگان دشت خار
صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے
ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار

حضور علیہ السلام کے یہ اشعار پڑھنے کے بعد جناب ثاقب صاحب زیروی نے اپنی ایک نظم پڑھ کر سنائی

تلاوت اور نظم کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنا بصیرت افروز افتتاحی خطاب شروع فرمایا جس کا ملخص اپنے الفاظ میں درج ذیل کیا جاتا ہے

حضور نے تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد پہلے اپنی ناسازیٔ طبع کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ جلسہ سے دو دن قبل گزشتہ اتوار کو مجھ پر انفلوائنزا کا سخت حملہ ہو گیا تھا۔ اور میری حالت ایسی ہو گئی تھی کہ مجھے ڈر تھا کہ شاید میں جلسہ سالانہ سے متعلق اپنی ذمہ داریاں پوری طرح نہ نبھا سکوں گا۔ لیکن خدا نے فضل کیا اور بیماری پر کنٹرول ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے جو اپنے بندوں سے بڑا ہی پیار کرنے والا ہے مجھے یہ توفیق بخشی کہ میں آج اپنے بھائیوں کے درمیان موجود ہوں۔ الحمد للہ

اس کے بعد حضور نے فرمایا آج سے ۸۲ سال قبل جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس جلسہ کی بنیاد رکھی تو حضور نے اپنے اشتہارات میں بعض ایسی بنیادی اہمیت رکھنے والی باتیں بھی بیان فرمائیں جو ہمیشہ ہمیں پیش نظر رکھنی چاہئیں۔ مثلاً حضور علیہ السلام نے تحریر فرمایا کہ:-

"اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کرو۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمہ اسلام پر بنیاد ہے اور اس سلسلے کی بنیادی اینٹ خدا نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں، جو عنقریب اس میں آملیں گی"

(اشتہار ۷ دسمبر ۱۸۹۲ء)

حضور علیہ السلام کا یہ ارشاد ہمیشہ ہر احمدی کے پیش نظر رہنا چاہئے تاکہ اس پر اس جلسہ کی اہمیت واضح رہے اور کبھی بھی ایسا وقت نہ آئے جبکہ وہ اسے میلہ کا رنگ دے کر تضیع اوقات کا موجب بنائے

حضور نے فرمایا جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ اشتہار شائع فرمایا تو اس کے بعد جو جلسہ ہوا اس میں صرف ۷۵ آدمی شامل ہوئے تھے لیکن آپ نے اپنے رب سے یہ دعا مانگی کہ

"اک سے ہزار ہو دیں"

یہ دعا قبول ہوئی چنانچہ آج خدا کے فضل سے ان ۷۵ آدمیوں کے مقابل پر ۷۵ ہزار سے بھی زیادہ افراد ہمارے اس جلسہ میں شامل ہو رہے ہیں (نعرہ ہائے تکبیر) ہمارا خدا سچا خدا ہے (...) اللہ اور کامل قدرتوں والا خدا ہے۔ دنیا خواہ اپنے تمام ساز و سامان کے ساتھ اکٹھی ہو کر مقابلہ پر آئے لیکن ہوتا وہی ہے جو ہمارا خدا چاہتا ہے۔ اور جس کا اس نے وعدہ کر رکھا ہے۔ آج خدا کے وعدے پورے ہو رہے ہیں۔ چنانچہ یہ جلسہ بھی خدائی وعدوں کے پورا ہونے کا ایک نشان ہے۔ جبکہ ۷۵ کے مقابل میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعا سے ۷۵ ہزار سے بھی زیادہ آدمی اس جلسہ میں موجود ہیں اور یہ تو ابھی جماعت کا صرف ایک حصہ ہے ورنہ دنیا میں تو اب احمدیوں کی تعداد خدا کے فضل سے ایک کروڑ سے بھی آگے نکل چکی ہے۔

حضور نے فرمایا جس جلسہ کی بنیاد خالص تائید حق اور اعلائے کلمہ اسلام پر رکھی گئی ہو اس میں شامل ہونے والوں کا تو یہ اولین فرض ہے کہ وہ ہر وقت اور ہر آن اپنے رب کریم کے آگے جھکے رہیں اس کے فضلوں پر اور اس کی بشارتوں کے پورا ہونے پر اس کی حمد میں مصروف رہیں اور اس جلسہ کے اغراض و مقاصد کو ہر وقت اپنے سامنے رکھیں

آخر میں حضور نے فرمایا اب میں دعا کرتا ہوں کہ اے ہمارے رب۔ اے ہمارے قادر و توانا خدا تو نے جس غرض کے لئے اس سلسلے کی بنیادی اینٹ اپنے ہاتھ سے رکھی ہے تو ہمیں اسے ہر لمحہ پیش نظر رکھنے کی توفیق عطا فرما۔ اور تو ہماری زندگیوں میں اس غرض کو یعنی علیہ السلام کو پورا ہوتے ہوئے دکھا دے۔ اے خدا ہمیں توفیق بخش کہ وہ جو ہمیں حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ہم انہیں عزت کے مقام پر قائم کر دیں۔ اور وہ جو ہمیں مارنے کی فکر میں ہیں ہم انہیں زندہ کرنے اور زندہ رکھنے کی کوشش کرتے رہیں اور ہم اپنے رب سے یہ امید رکھتے ہیں کہ ہم انشاء اللہ اپنی اس کوشش میں کامیاب ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کا حافظ و ناصر ہو۔ آپ کی یہاں حاضری میں آپ کی عزت کی اور آپ کے اموال کی حفاظت کرے۔ خدا اپنے فرشتوں کو نازل کرے کہ وہ کسوں کو کامیاب کرے۔ خدا تعالیٰ ہماری کوششوں میں برکت ڈال دے۔ اس کا نور ہمارے گھروں کو اور ہمارے قلوب کو منور رکھے اور ہم اس کے فرشتوں کے سایہ میں شاہراہ غلبہ اسلام پر آگے ہی آگے بڑھتے چلے جائیں

اس کے بعد حضور نے اجتماعی دعا کرائی اور اس اجتماعی دعا کے ساتھ جماعت احمدیہ کے اسی ویں جلسہ سالانہ کا افتتاح فرمانے کے بعد نعرہ ہائے تکبیر کے درمیان واپس تشریف لے گئے۔

حضور کی دوسرے دن کی تقریر

۲۷ فتح (۲۷ دسمبر ۱۹۷۲ء) کو بعد نماز ظہر و عصر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک نہایت درجہ ایمان افروز اور ولولہ انگیز خطاب فرمایا۔ اس میں حضور نے بعض ضروری اور اہم امور کے علاوہ اللہ تعالیٰ کی ان غیر معمولی برکتوں اور فضلوں کا بھی خاص طور پر ذکر فرمایا جو گزشتہ دو سالوں میں جماعت کے مختلف مرکزی اداروں، صدر انجمن احمدیہ، تحریک جدید، وقف جدید، فضل عمر فاؤنڈیشن اور بالخصوص نصرت جہاں آگے بڑھو سکیم کے تحت افریقہ کے مختلف ممالک میں جماعت احمدیہ کی مخلصانہ اور بے لوث مساعی کے نتیجہ میں وہ نازل فرما رہا ہے۔ اپنے خطاب کے آخر میں حضور نے احباب جماعت کو یہ خوشخبری بھی سنائی کہ نائیجیریا کی حکومت نے وہاں پر ہماری جماعت کو براڈ کاسٹنگ سٹیشن کھولنے کی اجازت دے دی ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

حضور کے اس روح پرور خطاب کا ملخص اپنے الفاظ میں درج ذیل کیا جاتا ہے:-

حضور کی تشریف آوری

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز پونے دو بجے جلسہ گاہ میں تشریف لائے جبکہ جلسہ گاہ اور اس سے ملحقہ میدان نماز ظہر و عصر کی ادائیگی کی خاطر بیٹھے ہوئے احباب سے پُر ہو چکے تھے۔ حضور نے سٹیج پر تشریف لا کر نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔ حضور کی تشریف آوری سے قبل محترم مولانا ابو العطاء صاحب فاضل صدر مجلس کارپرداز مقبرہ بہشتی ربوہ نے ان موصیوں اور موصیات کے نام پڑھ کر سنائے جو گزشتہ دو سالوں میں وفات پا گئے آپ نے ان سب کی مغفرت اور بلندیٔ درجات کے لئے دعا کی تحریک فرمائی۔ اس طرح جلسہ کی وہ غرض بھی پوری ہوئی جس کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تحریر فرمایا تھا کہ:-

"جو بھائی اس عرصہ میں سرائے فانی سے انتقال کر جائے گا اس جلسے میں اس کے لئے دعائے مغفرت کی جائے گی"

(آسمانی فیصلہ)

نماز ظہر و عصر پڑھانے کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ پُرجوش اسلامی نعروں کے درمیان کرسی صدارت پر رونق افروز ہوئے اور جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی۔

انصار اللہ اور خدام الاحمدیہ کے علَم انعامی

کارروائی کا آغاز محترم الحاج چوہدری شبیر احمد صاحب نے تلاوت قرآن مجید سے کیا جس کے بعد انصار اللہ مرکزیہ کے قائد عمومی مکرم نسیم سیفی صاحب کی درخواست پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے انصار اللہ کا علَم انعامی بہترین کام کرنے پر مجلس انصار اللہ مارٹن روڈ کراچی کو عطا فرمایا چنانچہ اس مجلس کے زعیم اعلیٰ مکرم مولوی عبد المجید صاحب نے حضور کے دست مبارک سے یہ علَم انعامی حاصل کیا۔ اللہ تعالیٰ یہ اعزاز اس مجلس کے لئے مبارک کرے۔ آمین

اس موقع پر سال بھر کی کارکردگی کے لحاظ سے پہلی دس مجالس انصار اللہ کے نام بھی پڑھ کر سنائے گئے

بعد ازاں مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے صدر مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب کی درخواست پر

حضور ایدہ اللہ نے مجلس خدام الاحمدیہ ماڈل ٹاؤن لاہور کو مجالس خدام الاحمدیہ میں سے بہترین کام کرنے پر اپنے دستِ مبارک سے عَلَمِ انعامی عطا فرمایا۔ اِس موقعہ پر اُن مجالس کے ناموں کا بھی اعلان کیا گیا جو دوم اور سوم رہیں اور حضور نے اپنے دستِ مبارک سے ان کے عہدیداروں کو اسنادِ خوشنودی عطا فرمائیں۔ اُن مجالس کے نام یہ ہیں:۔

مجلس مارٹن روڈ کراچی۔ مجلس لائل پور شہر

اس کارروائی کے بعد جناب ثاقب صاحب زیروی نے اپنی ایک نظم خوش الحانی کے ساتھ پڑھ کر سُنائی جس کے بعد اڑھائی بجے نعرہ ہائے تکبیر کے درمیان حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنا خطاب شروع فرمایا۔

رسول کریمؐ کا زمانہ قیامت تک مُمتد ہے

حضور ایدہ اللہ نے تشہد و تعوّذ اور سُورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد پہلے اس امر پر روشنی ڈالی کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش اور آپؐ کے وجود باجُود کی خاطر اللہ تعالیٰ نے سارے عالم کو پیدا کیا۔ یہی وجہ ہے کہ آپؐ کی برکات ماضی کی طرف بھی اسی طرح بہہ رہی ہیں، جس طرح وہ مستقبل کی طرف جاری و ساری ہیں۔ آپؐ کا زمانہ قیامت تک ممتد ہے اور شریعت قرآنیہ کو پُورے جلال اور پُوری ہمہ گیری کے ساتھ تاقیامت بھیجا گیا ہے۔ آپ کے ذریعہ جو جسمانی، مادی، اخلاقی اور رُوحانی برکات دُنیا میں نازل کی گئی ہیں انہیں کے ظہور کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہر زمانہ اور ہر دَور میں اسلام کو ایسے فدائی خدام عطا کئے جو اپنے زمانہ اور اپنے مقام کے لحاظ سے علیٰ قدرِ مراتب اسلام کی خدمت کرتے رہے۔ سب سے بڑا زمانہ ان میں سے ان مجدّدین امت کو ملا جو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق ہر صدی کے سر پر مبعوث ہوتے رہے۔ کیونکہ اُن کی خدمت کا زمانہ ایک صدی پر محیط تھا۔ آخر تیرہ سو سال کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے عین مطابق اس مہدی معہود کا ظہور ہوا جو اسلام کا عظیم خادم اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم روحانی فرزند تھا اور جس کی خدمت کا زمانہ قیامت تک مُمتد ہے۔ اور ساری دُنیا پر احاطہ کئے ہوئے ہے۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو کتب تحریر فرمائیں اور ان میں قرآن کریم کی جو تفسیر بیان فرمائی اس میں ان تمام مسائل کا حل موجود ہے جو معاشرتی، اقتصادی، اخلاق اور رُوحانی اعتبار سے آج دُنیا کو درپیش ہیں۔

جماعتِ احمدیہ میں شائع ہونیوالا تازہ لٹریچر

حضور نے فرمایا، جماعتِ احمدیہ میں ہر سال جو نیا لٹریچر شائع ہوتا ہے وہ بھی بنیادی طور پر قرآن کریم کی تفسیر اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لٹریچر سے استفادہ کا نتیجہ ہوتا ہے۔

اس لئے اس کی ضرورت و افادیت بھی ظاہر و باہر ہے اس لٹریچر کا کچھ حصہ کتب پر مشتمل ہے اور کچھ اخبارات و رسائل کی شکل میں شائع ہوتا ہے اور کچھ تاریخی مواد پر مبنی ہوتا ہے۔ اپنی اپنی جگہ یہ سارے حصے ہی ضروری اور اہم ہیں اور اس قابل ہوتے ہیں کہ جماعت کے دوست بکثرت خریدیں اُنہیں پڑھیں اور پھر ان سے فائدہ اٹھا کر دنیا کی رہنمائی کریں۔ اس کے بعد حضور نے جماعت میں شائع ہونے والے اخبارات و رسائل اور نئی کُتب کا ذکر فرمایا۔ اس ضمن میں سب سے پہلے حضور نے تاریخ لجنہ اماء اللہ جلد سوم اور تاریخ احمدیت جلد ۱۳ کا ذکر کیا جو حال ہی میں شائع ہوئی ہیں۔ حضُور نے فرمایا یہ دونوں تاریخی کتابیں ہماری جماعت کی نوجوان نسل کو اور اُن دوستوں کو جو جماعت میں نئے شامل ہوئے ہیں، ضرور پڑھنی چاہئیں۔ اس سے انہیں یہ علم ہوگا کہ اللہ تعالےٰ نے ہماری جماعت پر کتنے فضل کئے ہیں۔ اور اس علم کے بعد وہ علیٰ وجہ البصیرت اپنے ربّ قدیر کی حمد کرنے لگیں گے۔ اس کے علاوہ ہر تاریخ اگلے زمانہ کے لئے سیڑھی کا کام بھی دیتی ہے۔ اس لحاظ سے بھی نئے آنے والوں کو اپنی تاریخ کا ضرور مطالعہ کرنا چاہیئے۔

اس کے بعد حضور نے روزنامہ الفضل کا ذکر کیا اور فرمایا اس کی اشاعت اتنی نہیں ہے جتنی کہ ہونی چاہیئے۔ احباب کو اس کی توسیع اشاعت کے لئے کوشش کرنی چاہیئے۔ رسالہ تحریک جدید بیرونی ممالک میں ہماری تبلیغی مساعی کو پیش کرتا ہے۔ اور ایک خاص طبقہ میں اس کی اشاعت بہت مفید ہو سکتی ہے۔ ماہنامہ انصار اللہ جو جوانوں کے جوان یعنی انصار اللہ سے تعلق رکھتا ہے اس کی توسیع اشاعت میں بھی جماعت کو دلچسپی لینی چاہیئے۔ ماہنامہ خالد خدام کا رسالہ ہے تشحیذ الاذہان بچوں کے لئے جاری کیا گیا ہے اسی طرح ماہنامہ الفرقان ہے۔ دوستوں کو ان سب رسالوں سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرنی چاہیئے

نظارت اشاعتِ لٹریچر و تصنیف کی طرف سے تفسیر کبیر (از حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ) کے مختلف اقتباسات پر مشتمل ایک اہم کتاب "اسلام۔ غریبوں اور یتیموں کا محافظ" کے زیرِ عنوان شائع کی گئی ہے۔ جسے موجودہ حالات میں کثرت کے ساتھ ملک میں اور بالخصوص ملک کے سیاست دانوں میں تقسیم کیا جانا چاہیئے۔ تاکہ انہیں یہ علم ہو کہ اسلام نے غریبوں اور یتیموں کے حقوق کا کس طرح تحفظ کیا ہے۔ اس کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے جماعت کے مختلف اِداروں کی طرف سے شائع کردہ کتب کو بکثرت خریدنے، بغور مطالعہ کرنے اور پھر ان کی وسیع اشاعت کرنے کی طرف احباب جماعت کو مؤثر رنگ میں توجہ دلائی۔

(باقی)

جناب ایڈیٹر صاحب ہفت روزہ الجمعیۃ دہلی کے نام ایک خط

بقیہ صفحہ (۷)

کہ اے اہلِ کتاب ہم نے تمہاری طرف مسیحؑ کے مکاشفہ ۱۱: ۳ تا ۱۲ والی پیشگوئی کے مطابق پہلا شاہد نبی اب بھیج دیا ہے۔ اور پھر وہ موسیٰؑ کی تورات، استثناء ۱۸: ۱۸ والی پیشگوئی کے مطابق "موسیٰ کی مانند" نبی ہے۔ گویا ایک ہی آیت میں حضرت موسیٰؑ و عیسیٰؑ کی دو پیشگوئیوں کا حضورؐ کو مصداق ٹھہرایا ہے۔ نیز فرمایا قَدْ جَآءَكُمْ نُوْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ كِتَابٌ مُّبِيْنٌ۔ کہ یہ نبی مکاشفہ ۱۱: ۳-۱۲ والی مذکورہ پیشگوئی کے مطابق علاوہ شاہد گواہ ہونے کے نور بھی ہے اور استثناء ۳۳: ۲ کے مطابق آتشیں شریعت بھی لایا ہے۔ اب مکاشفہ والی دوسرے نبی کے بارے میں پیشگوئی کا سوال تھا کہ وہ کیا ہوا تو اس کے لئے فرمایا وہ پیشگوئی اپنی جگہ قائم ہے وہ دوسرا شاہد نبی حضورؐ کے بعد ضرور آئے گا۔ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ۔ وہ آئے گا اور ایک ہی کا حصہ ہوگا۔ "مِنْهُ" کے دونوں معنی ہیں۔ یعنی یہ بھی کہ وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوگا اور یہ بھی کہ وہ روحانی طور پر حضورؐ ہی کی بعثتِ ثانیہ ہوگا۔ گویا یہ دونوں نبی دو لائٹ ہاؤس ہیں جو خدا تعالےٰ کی ہستی پر شاہدِ ناطق ہیں۔

یہی مضمون وَ اٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ میں بیان فرمایا گیا ہے۔ اگر ہماری بات کا یقین نہ آوے تو حضرت شاہ عبدالقادر صاحب محدث دہلوی کا ترجمہ نکال کر ملاحظہ فرمالیں۔ حضورؐ کی بعثتِ ثانیہ کو واضح کرنے کے لئے انہوں نے حسبِ ذیل ترجمہ دیا ہے:۔

"اور ایک اَور اُنکے واسطے اُنہی میں سے جو ابھی نہیں ملے اُن میں۔"

یعنی اللہ تعالےٰ ایک اَور نبی ان لوگوں میں سے بھی کھڑا کرے گا جو بعد میں آنے والے ہیں۔ گویا وہ نبی رُوحانی طور پر آنحضرت صلعم ہی ہوں گے۔ اس لئے وہ محمدؐ ثانی ہوگا۔ یہ حضرت شاہ صاحب کی زبردست شہادت ہے۔ یہ ذرا مولانا اخلاق حسین صاحب قاسمی کو بھی دکھلا دیجئے۔ تا آپ سب کی آنکھیں کھلیں اور پتہ لگے کہ قرآن کریم کا اعلان کیا ہے اور آپ حضرات کدھر جا رہے ہیں۔ ایک کتابچہ "سلسلۂ نبوّت اللہ تعالیٰ کا ابدی عہد ہے" ارسالِ خدمت ہے۔ بعد ملاحظہ اپنی رائے سے مطلع فرما کر ممنون فرما دیں۔

فریضۂ اشاعتِ اسلام

دورِ جدید کے مفکر بھی یہ تسلیم کرتے ہیں کہ اسلام مذہبی حیثیت سے عالمگیر طور پر بے حد مؤثر ثابت ہُوا ہے۔ اسلام جہاں پہنچا وہاں طبقاتی مساوات کا علمبردار ثابت ہُوا۔ پنڈت نہرو اپنی کتاب "تلاشِ ہند" میں لکھتے ہیں کہ اسلام ہندوستان میں سیاسی طاقت بن کر آنے سے پہلے مذہب کی حیثیت سے آچکا تھا۔ اور اسلام کی ہندوستان میں آمد تاریخ میں کافی اہمیت کی حامل ہے وہ ذاتوں کی تفریق۔ چھوت چھات اور بعض طبقات کی حقوق سے محرومی کے دُور کرنے میں بہت مفید رنگ میں مؤثر ہُوا۔

اس وقت برّ و بحر میں ہولناک اور انسانیت کُش فسادات رُونما ہیں۔ مغربی نام نہاد تہذیب کا گندا لاوا مشرق تک کو تحس نحس کر رہا ہے۔ اسلام کی تاثیرات دائمی ہیں۔ چونکہ مسلمانوں نے قرآن مجید کو مہجور کی طرح چھوڑ رکھا ہے اس لئے اب صرف احمدیت کا آبِ زُلال ہی اسلام کی تاثیرات ظاہر کر کے اس نارِ جہنم کو فرو کر سکتا ہے۔ اس فرض کی ادائیگی کے لئے مرکز کو مالی امداد ہر وقت اور باقاعدگی سے دینا احباب کے ذمّہ ہے۔

چندہ تحریکِ جدید کا مقصدِ وحید اعلائے کلمۃ اللہ ہے۔ اس لئے جماعتوں کا فرض ہے کہ جنہوں نے تاحال سالِ نَو کے وعدے نہیں بھجوائے، جلد بھجوائیں۔ اور تمام ہی ادائیگی کی طرف خاص توجہ فرمائیں۔ اللہ تعالےٰ توفیق عطا فرمائے اور قبول فرمائے آمین۔

وکیل المال تحریکِ جدید قادیان

اعلانِ نکاح

مورخہ ۱۸ر دسمبر ۱۹۷۲ء کو مسجد مبارک میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر مقامی نے مکرم امتیاز حسین صاحب ولد مکرم خواجہ حسین صاحب ساکن چنتہ کنڈہ کے نکاح کے اعلان کا مع امۃ الحمید صاحبہ بنت مکرم سید منظور احمد صاحب مرحوم حیدر آباد فرمایا۔ احباب اس رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا فرمادیں۔ مکرم امتیاز حسین صاحب نے مبلغ دس روپے درویش فنڈ اور مبلغ پانچ روپے اعانتِ بدر میں عطا فرمائے۔ خاکسار: محمد شفیع عابد (قریشی) انسپکٹر تحریک جدید قادیان۔

قادیان میں یومِ جمہوریت کی تقریب

احباب جماعت کی کثیر تعداد میں شرکت

قادیان ۲۶ر جنوری (صلح) . جمہوریت ہند کا ۲۳ واں جشن مقامی طور پر میونسپل کمیٹی قادیان میں منایا گیا. جس میں احباب جماعت اپنی روایات کے مطابق کثیر تعداد میں شریک ہوئے . جھنڈا لہرانے کی رسم صبح دس بجے سردار گوربچن سنگھ صاحب باجوہ نے ادا کی . اور پولیس کی گارد نے سلامی دی . بعدہٗ بچیوں نے قومی ترانہ گایا اور دیش پیار کے گیت گائے جاتے رہے . اور حاضر الوقت افراد نے دلچسپی سے پروگرام سُنا .

اس کے بعد سردار گوربچن سنگھ صاحب باجوہ نے حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے بتایا کہ ایسے دن ملکوں کے لئے بڑے اہم ہوتے ہیں . ان کو منانے کی اصل غرض یہ ہوتی ہے کہ اس دن کے لئے کی گئی اپنے بزرگوں کی قربانیوں کو یاد رکھا جائے . آج کے دن ہندوستان میں جمہوری آئین نافذ کیا گیا تھا . اور ہمارے لیڈروں نے کہا تھا کہ ہم نے اس ملک سے غریبی دُور کرنا ہے . اور آج تک اس کے لئے ہم کوشش کر رہے ہیں کہ اِس ملک کو غریبی سے بھی آزادی دلادیں . پس آج کے دن ہمیں اپنے بزرگوں کی قربانیاں سامنے رکھتے ہوئے یہ عہد کرنا چاہیئے کہ ہم اپنے ملک کی ترقی کے لئے کوشاں رہیں گے .

تقریباً ۱۲½ بجے پروگرام ختم ہُوا .

(نامہ نگار)

جماعت احمدیہ ہندوستان کے لئے ضروری اعلان

بابت انتخاب ۱۹۷۴ء و ۱۹۸۰ء

(۱) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کی تعمیل میں مجلسِ مشاورت میں جو فیصلہ ہُوا تھا اُس کی روشنی میں یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ یکم مئی ۱۹۷۴ء کے بعد جماعت ہائے احمدیہ کے امراء و صدر صاحبان اور دیگر عہدیداران کے بارے میں جو انتخابات ہوں گے ان میں مندرجہ ذیل امور کو مدنظر رکھا جائے گا .

(الف) موجودہ امراء و صدر صاحبان کے نام دوبارہ انتخاب کے لئے صرف اسی صورت میں پیش ہوسکیں گے کہ انہیں قرآن کریم ناظرہ آتا ہو اور اپنی جماعت کے کم ازکم تینتیس ۳۳ فیصد کو قرآن کریم پڑھوا دیا ہو .

(ب) دیگر عہدیداروں کے نام بھی دوبارہ انتخاب کے لئے صرف اسی صورت میں پیش ہوسکیں گے جبکہ وہ قرآن کریم ناظرہ جانتے ہوں .

نئے انتخابات میں ابھی سوا سال کا عرصہ باقی ہے تمام عہدیداروں کا فرض ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے اپنی ذمہ داری کو ادا کرنے کے معیار کو پُورا کرنے کی پُوری کوشش فرمائیں . انتخابات سے پہلے موجودہ عہدیداروں کے بارہ میں معلومات حاصل کی جائیں گی . انشاء اللہ تعالیٰ . تاکہ حضور اقدس ایدہُ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی تعمیل حرف بحرف کی جاسکے .

(۲) یہ بھی احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ فیصلہ جات بالا کے مطابق ۱۹۷۷ء تا ۱۹۸۰ء کے انتخابات کے لئے عہدیداروں کا قرآن کریم باترجمہ جاننا ضروری ہوگا . اس لئے جو عہدیدار اس وقت قرآن مجید ناظرہ جانتے ہیں وہ ابھی سے اس کا ترجمہ پڑھنے کی طرف توجہ فرمائیں .

ناظرِ اعلیٰ قادیان

منظوری ممبرانِ مجلس تحریک جدید انجمن احمدیہ قادیان

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سال ۱۳۵۲ہش (۱۹۷۳ء) کے لئے مندرجہ ذیل عہدیداران و ممبران مجلس تحریک جدید انجمن احمدیہ قادیان کی منظوری عطا فرمائی ہے .

(۱) خاکسار عبد الرحمٰن — وکیل الاعلیٰ و صدر مجلس .
(۲) مکرم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب — وکیل التبشیر و التعلیم .
(۳) مکرم ملک صلاح الدین صاحب — وکیل المال .
(۴) مکرم قریشی عطاء الرحمٰن صاحب قادیان — ممبر
(۵) مکرم منظور احمد صاحب سوز — ″
(۶) مکرم سید محی الدین احمد صاحب ایڈووکیٹ رانچی — ″
(۷) مکرم سیٹھ محمد معین الدین صاحب حیدر آباد — ″
(۸) مکرم سیٹھ محمد صدیق صاحب بانی کلکتہ — ″

وکیل الاعلیٰ تحریک جدید قادیان

اعلانِ نکاح

خاکسار کے لڑکے عزیزم مبارک احمد کا نکاح عزیزہ نفیسہ خاتون بنت مکرم محمد الطاف صاحب آف امروہہ ضلع مراد آباد (یو . پی) کے ساتھ مبلغ ایک ہزار روپے مہر پر مورخہ ۵/۱/۷۳ بروز جمعۃ المبارک بعد نمازِ عصر مسجد مبارک میں مکرم مولٰنا عبد الرحمٰن صاحب فاضل امیر مقامی نے پڑھایا . احباب دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے بابرکت بنائے آمین .

خاکسار نے اس خوشی میں مبلغ پانچ روپے بطور شکرانہ ادا کئے ہیں . اللہ تعالیٰ قبول فرمائے .

خاکسار : قاضی عبد المجید درویش قادیان

درخواستِ دعا

جماعتِ احمدیہ تیماپور کے ایک احمدی نوجوان مکرم مبارک احمد صاحب کی دوسری لڑکی کچھ عرصہ سے علیل ہے . تمام احبابِ جماعت سے کامل شفایابی کے لئے دُعا کی درخواست ہے .

خاکسار عطاء الرحمٰن سیکرٹری مال جماعت احمدیہ تیماپور

ایمان کے فائدہ کی بات

حضرت مصلح موعودؓ نے جلسہ سالانہ ۱۹۳۷ء کے موقع پر فرمایا :-

"میں اخبار کے فائدہ کیلئے نہیں بلکہ آپ لوگوں کے ایمانوں اور آپ کے ہمسایوں کے ایمانوں کے فائدہ کیلئے کہہ رہا ہوں کہ آپ لوگ اخبارات خریدیں ."

(مینیجر بدر)

آزاد ٹریڈنگ کارپوریشن ۵۸/۱ فیرس لین کلکتہ نمبر ۱۲

کروم لیدر اور بہترین کوالٹی ہوائی چپل اور ہوائی شیٹ کے لئے ہم سے رابطہ قائم کریں .

AZAD TRADING CORPORATION,
58/1 PHEARS LANE CALCUTTA - 12.

خط و کتابت کرتے ہوئے خریداری نمبر ضرور تحریر کیجئے . (مینیجر بدر)

یہ مت خیال فرمایئے

کہ آپ کو اپنی کار یا ٹرک کے لئے اپنے شہر سے کوئی پُرزہ نہیں مل سکا تو وہ پُرزہ نایاب ہوچکا ہے . آپ فوری طور پر ہمیں لکھئے یا فون یا ٹیلیگرام کے ذریعہ ہم سے رابطہ پیدا کیجئے . کار اور ٹرک پٹرول سے چلنے والے ہوں یا ڈیزل سے ہمارے ہاں ہر قسم کے پُرزے دستیاب ہوسکتے ہیں .

آٹو ٹریڈرز ۱۶ مینگو لین کلکتہ نمبر ۱

AUTO TRADERS 16 MANGOE LANE CALCUTTA — 1

تار کا پتہ :- "AUTOCENTRE" فون نمبرز :- 23—1652 23—5222

افسوس حضرت مرزا عزیز احمد صاحبؓ ربوہ میں رحلت فرما گئے

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ○

قادیان ۲۵ جنوری (بذریعہ تار) حضرت ناظر صاحب خدمتِ درویشان ربوہ کی طرف سے براستہ لندن یہ افسوس ناک اطلاع موصول ہوئی ہے کہ حضرت مرزا عزیز احمد صاحب رضی اللہ عنہ ۲۵ جنوری ۱۹۷۳ء کو ½۱۰ بجے رات ربوہ میں رحلت فرما گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

اس اطلاع سے کچھ دیر قبل مرحوم رضؓ کی تشویشناک علالت کا ٹیلیگرام موصول ہوا تھا۔ آپ ایک عرصہ سے صاحب فراش چلے آرہے تھے۔ اور بہت نحیف ہو چکے تھے حضرت مرزا عزیز احمد صاحب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے اور حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کے بڑے بیٹے تھے۔ آپؓ کو اے۔ ڈی۔ ایم۔ کے سرکاری عہدہ سے ریٹائرمنٹ کے جلد بعد ایک لمبا عرصہ سلسلہ کی نمایاں خدمات سرانجام دینے کی سعادت حاصل ہوئی۔ تقسیم ملک کے بعد آپ قائم مقام ناظر خدمتِ درویشان اور ناظر اعلیٰ کے اہم عہدوں پر فائز رہے۔ اور نہایت خوش اسلوبی سے قابلِ قدر خدمات سرانجام دیں۔ آپؓ نہایت درجہ غیور، متدین خادمِ دین، دعاگو، منکسر المزاج، غریب پرور اور صابر و شاکر وجود تھے۔ قادیان اور اس کے مقدس مقامات سے غیر معمولی دِلی محبت رکھتے تھے۔ ہجرت کے بعد قادیان سے متعلق خدائی وعدوں کے پورا ہونے کا مخصوص انداز میں ذکر کرتے وقت ہمیشہ ہی رِقت میں آجایا کرتے۔ بایں ہمہ جذبات پر پورا قابو رکھتے تھے۔ قادیان سے گئے ہوئے ہر درویش کو خاص محبت و الفت سے شرفِ ملاقات بخشتے۔ آپؓ کی ایسی محبت و شفقت ہمیشہ یاد رہے گی۔

آپؓ نے یکے بعد دیگرے دو شادیاں کیں۔ اہلیہ اوّل سے صاحبزادی نصیرہ بیگم صاحبہ بیگم محترم مرزا ظفر احمد صاحب، اور دو صاحبزادے مرزا سعید احمد صاحب و مرزا مبارک احمد صاحب اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے بعد جواں عمری میں وفات پا گئے۔ جن کی وفات کے صدمہ کو مثالی صبر کے ساتھ برداشت کیا۔

اہلیہ اوّل کی وفات کے بعد محترمہ سیّدہ نصیرہ بیگم صاحبہ بنت حضرت میر محمد اسحٰق صاحب رضی اللہ عنہ آپؓ کے عقد میں آئیں۔ جن سے دو لائق اور خادمِ دین صاحبزادے پیدا ہوئے یعنی مکرم مرزا خورشید احمد صاحب پروفیسر تعلیم الاسلام کالج ربوہ اور مکرم مرزا غلام احمد صاحب ایڈیٹر رسالہ ریویو آف ریلیجنز انگریزی اور چار صاحبزادیاں ہیں اور سوائے چھوٹی صاحبزادی کے باقی سب بیٹے بیٹیاں شادی شدہ ہیں۔

ادارہ [illegible] اس سانحۂ ارتحال پر سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، خاندانِ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جملہ افرادِ عظام سے بالخصوص آپؓ کی بیگم صاحبہ، آپؓ کے ہر دو لائق صاحبزادوں اور قابلِ احترام صاحبزادیوں سے دلی تعزیت کرتے ہوئے دُعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ آپؓ کو اپنے خاص جوارِ رحمت میں اعلیٰ علیین میں جگہ دے۔ اور آپؓ کی رحلت سے جماعت میں جو خلا پیدا ہوا ہے اُسے اپنے فضل سے پُر کرنے کے سامان کرے اور آپؓ کے احسن نمونہ پر عمل کرنے کی سب کو توفیق عطاء فرماتا رہے۔ نیز خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جملہ افراد اور احباب جماعت کو صبرِ جمیل کے ساتھ اس عظیم صدمہ کو برداشت کرنے کی توفیق دے۔ آمین ؂

صدر انجمن احمدیہ و انجمن ہائے تحریکِ جدید و وقفِ جدید کی طرف سے مشترکہ قرارِ دادِ تعزیت

حضرت صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحب رضی اللہ عنہ کے سانحۂ ارتحال پر قادیان کی ہر سہ مجالس احمدیہ نے جو تعزیتی قرار دادِ تعزیت متفقہ طور پر پاس کی ہے، اس کا مکمل متن ذیل میں درج کیا جاتا ہے ——— (ایڈیٹر)

رپورٹ حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب ناظر اعلیٰ و وکیل الاعلیٰ و محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب انچارج وقفِ جدید قادیان کہ حضرت مرزا عزیز احمد صاحبؓ، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اہلیہ اوّل کی نسل میں سے اور حضورؑ کے پوتوں میں سے صحابیت کا شرف پانے والے واحد فرد تھے۔ بوقتِ وفات آپؓ حضورؑ کے خاندان میں عمر کے لحاظ سے بزرگ ترین تھے اور خاندان کے مَردوں میں سے سب سے آخری صحابی تھے۔

اللہ تعالیٰ نے ۲۰ اکتوبر ۱۸۹۹ء کو حضورؑ کو آپ کے قبولِ حق کی بشارت دی تھی۔ جس کے قریباً ساڑھے چھ سال بعد اس سعادت سے بہرہ اندوز ہوئے۔ حالانکہ آپ کے قریبی اقارب والد ماجد حضرت مرزا سلطان احمد صاحبؓ اور ان کو متبنّی بنانے والی اور اس گھرانے پر خاص اثر رکھنے والی خاتون تائی صاحبہ حضرت حُرمت بی بی صاحبہؓ (بھاوج حضرت مسیح موعود علیہ السلام) نے آپ کے قریباً بیس۲۰ یا بائیس۲۲ سال بعد خلافتِ ثانیہ میں احمدیت قبول کی۔ اور حضرت اقدسؑ کے عمزاد برادران کا بھی اس گھرانے پر خاص اثر تھا۔ اور ان کی شدید مخالفت معروف ہے۔ اِن حالات میں آپ آخر فروری ۱۹۰۶ء میں حلقۂ بیعت میں شامل ہوئے۔ اور حضورؑ آپ کی بیعت سے بے حد مسرور ہوئے۔ آپ کی یہ جرأت مندی اور بعد ازاں مستقیم الاحوال رہنا حقیقۃً ان اقارب کے قلعۂ مخالفت میں ایک عظیم شگاف پیدا کرنے کا موجب ہوا جس کے بعد ان میں سے متعدد افراد نے قبولِ حق کی توفیق پا[illegible]۔

آپ نے تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان میں ابتدائی تعلیم پانے کے بعد مسلم کالج علی گڑھ میں ایم۔ اے کی ڈگری حاصل کی۔ اور سرکاری ملازمت اختیار کی۔ اس دوران میں آپ لاہور۔ فیروزپور اور قصور وغیرہ مقامات پر متعین رہے۔ جہاں آپ مثالی طریقِ کار اور حسنِ خُلق اور نیک نامی کی وجہ سے مشہور رہے۔ آپ اعزاز و اکرام کے ساتھ ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے معزز منصب سے ریٹائر ہوئے۔ اور ریٹائرمنٹ کے جلد بعد خدمتِ سلسلہ میں مصروف ہو گئے۔

تقسیمِ ملک کے ہولناک ایّام میں جب آپ قادیان میں خدمتِ سلسلہ کے لئے مقیم تھے۔ انہی دنوں ایک موقعہ پر سرکاری طور پر مدعو ہونے پر آپ بعض دیگر افرادِ سلسلہ کے ساتھ بٹالہ میں ایک اجلاس میں شریک ہوئے اور پھر حکامِ ضلع کی ملاقات کے لئے گورداسپور جا رہے تھے کہ راستہ میں سب کو روک کر موت کے گھاٹ اتارے جانے کے لئے کھڑا کر دیا گیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ جس کے قبضۂ قدرت میں موت و حیات ہے اور جو مقلّب القلوب ہے اس نے گھیرنے والے افراد کے قلوب پر تصرّف کر کے ان کو اس امر سے باز رکھا۔ باوجودیکہ موت سب کے سروں پر منڈلا رہی تھی، آپ پوری طرح مطمئن رہے۔

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ کے بعد آپ قادیان میں ناظر اعلیٰ اور امیر مقامی مقرر ہوئے اور جب سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا تو آخری قافلہ کے (۱۶ اکتوبر ۱۹۴۷ء) روانہ ہونے سے چند روز پہلے آپ ہجرت کر گئے۔ ربوہ میں سالہا سال تک آپ نے بطور ناظر اعلیٰ اور بعض اوقات بطور قائم مقام ناظر خدمتِ درویشان، خدماتِ سلسلہ نہایت احسن طریق سے سرانجام دینے کی توفیق پائی۔ قریباً ڈیڑھ دو سال تک جبکہ آپؓ بعض عوارض رُونما ہونے کی وجہ سے باقاعدہ خدمت جاری رکھ سکنے سے قاصر رہے؛ آپ ہمہ تن خدمت میں مصروف رہے۔ تاریخ سلسلہ میں آپ کا ایک خاص امتیاز یہ امر ہے کہ ۹ نبوت ۱۳۴۴ ہش (مطابق ۹ نومبر ۱۹۶۵ء) کو خلافتِ ثالثہ مبارکہ کا انتخاب مسجد مبارک ربوہ میں

آپ کی زیرِ صدارت بخیر وخوبی انجام پایا۔ مسٹر اسماعیل چندریگر گورنر (مغربی پنجاب) کی ۱۹۵۲ء کے خاص ایام میں ایک وفد کی ملاقات میں حضرت مرزا صاحبؓ نے سلسلہ احمدیہ کے لئے اپنی مومنانہ دینی غیرت کا اظہار کیا تھا۔

آپ نہایت صائب الرائے، متدین، دُعاگو، صابر وشاکر، باوقار لیکن متحمل اور بُردبار اور منکسر المزاج اور غرباء سے محبّت رکھنے والے بزرگ تھے خصوصًا درویشانِ قادیان سے آپ بے حد اُنس رکھتے تھے۔ آپ اُن سے خط وکتابت کرکے ان کی حوصلہ افزائی کرتے، اُن کے لئے دعائیں کرتے اور اُن کو اپنے لئے دعاؤں کی تلقین کرتے تھے۔ ہر درویش سے ملاقات کے وقت آپ کے قادیان سے غیر معمولی محبّت کے جذبات بے اختیاری طور پر اُمڈ آتے تھے۔ اور آپ پر رقّت طاری ہوجاتی تھی۔ اور قادیان کے بارے میں الٰہی وعدوں کے پُورا ہونے کی شدید تمنّا کا اظہار فرماتے تھے۔ اقارب سے آپ کا تعلق مثالی رنگ کا تھا۔ آپ کی اہلیہ اوّل کی وفات پر آپ کے خصائلِ حمیدہ کی وجہ سے پھر آپ کی شادی حضرت میر محمد اسحٰق صاحب رضی اللہ عنہ کی دخترِ نیک اختر حضرت سیّدہ نصیرہ بیگم صاحبہ سے ہوئی جو بفضلہ تعالےٰ زندہ ہیں۔

پیش ہوکر فیصلہ ہؤا کہ

اِس عظیم سانحۂ ارتحال پر ہم سیّدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ، حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ، حضرت نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ، حضرت سیّدہ اُمّ متین صاحبہ، آپ کی بیگم صاحبہ حضرت سیّدہ نصیرہ بیگم صاحبہ، حضرت مرحومؓ کے اقارب اور محترم صاحبزادہ مرزا رشید احمد صاحب سے دِلی تعزیت کرتے ہیں اور ان کے ساتھ غم میں شریک ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ مرحوم کے درجات اعلیٰ علیّین میں بلند فرمائے اور سب کو صبرِ جمیل کی توفیق عطا کرے اور آپ کے انتقال سے پیدا شدہ خلا کو اپنے فضل ورحم سے پُر فرمائے۔ آمین:۔

لوکل انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے تعزیتی قرارداد

آج مورخہ ۲۹ر جنوری صبح حضرت صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحب کی علالت کی اطلاع کے چند ہی گھنٹے بعد آپ کی اندوہناک وفات کی اطلاع ملی۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیہِ راجعون ٥ اس غمگین خبر سے درویشانِ قادیان کو بہت صدمہ پہنچا۔ چنانچہ ہنگامی طور پر لوکل انجمن احمدیہ کا اجلاس ہؤا جس میں بالاتفاق یہ تعزیتی قرارداد منظور کی گئی کہ:۔

حضرت صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحب رضی اللہ عنہ کی وفات پر جہاں آپ کے پسماندگان محزون وغمگین ہوں گے وہاں ہم بھی اس حزن اور غم میں شریک ہیں۔ کیونکہ حضرت صاحبزادہ صاحب رضؓ کو قادیان اور اس کے مکینوں سے بے حد محبّت تھی۔

حضرت مرزا عزیز احمد صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اہلیہ اُولیٰ کی اولاد میں سے تھے۔ جن کو حضورؑ کے دستِ مبارک پر ۱۹۰۶ء میں بیعت کرکے شرفِ صحابیت حاصل ہؤا جبکہ حضرت تائی صاحبہ (بھاوج حضرت مسیح موعود علیہ السلام) اور آپؓ کے والد ماجد حضرت مرزا سلطان احمد صاحبؓ نے ابھی بیعت نہیں کی تھی، جنہوں نے بعد میں خلافتِ ثانیہ میں بیعت کی۔

حضرت مرزا عزیز احمد صاحبؓ نے ابتدائی تعلیم، تعلیم الاسلام سکول قادیان میں اور بعد کی تعلیم مسلم کالج علی گڑھ میں حاصل کی اور ایم۔ اے کی ڈگری حاصل کرکے سرکاری ملازمت میں نہایت نیک نامی کے ساتھ مختلف اعلیٰ عہدوں پر فائز رہے اور تقسیم ملک سے پہلے ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے عہدہ سے ریٹائر ہوئے۔

تقسیم ملک کے ہولناک ایّام میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہٗ کے بعد آپ قادیان کے امیر مقامی مقرر ہوئے تھے۔ اور آخری قافلہ سے چند روز پہلے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی ہدایت کے مطابق آپ ہجرت کرکے لاہور تشریف لے گئے۔

آپ ربوہ میں ناظر اعلیٰ اور صدر صدر انجمن احمدیہ ربوہ کے نہایت ذمہ دار عہدہ پر فائز رہے۔ اور ۸ر نومبر ۱۹۶۵ء کو آپ ہی کی زیرِ صدارت مسجد مبارک ربوہ میں خلافتِ ثالثہ کا تاریخی انتخاب عمل میں آیا۔

حضرت مرزا عزیز احمد صاحب رضؓ نہایت متدین، دعاگو، منکسر المزاج اور قادیان سے بے حد محبّت رکھنے والے بزرگ تھے۔ اس غم والم کے موقع پر تمام درویشانِ قادیان کی طرف سے سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ اور حضرت

صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحب رضؓ کی بیگم صاحبہ اور آپ کے صاحبزادگان اور صاحبزادیوں اور برادرِ خورد محترم مرزا رشید احمد صاحب اور حضرت ناظر صاحب خدمتِ درویشان کے ذریعہ سے تمام پسماندگان کے پاس تعزیت، دلی ہمدردی وافسوس کا اظہار کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت مرزا صاحب مرحومؓ کو اعلیٰ علیّین میں اپنے قرب کا مقام عطا فرمائے اور جماعت کو نعم البدل عطا فرمائے اور ہم سب کو آپؓ کے نیک نمونے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ہم ہیں آپ کے غمگسار:۔

درویشانِ قادیان

قرارداد تعزیت

ازطرف مجلس خدّام الاحمدیہّ مرکزیہ قادیان ومقامی

براستہ لندن یہ المناک اطلاع ملی کہ حضرت صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحب وفات پاگئے ہیں انّا للّٰہ وانّا الیہ راجعون ٥ مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان اور مجلس خدام الاحمدیہ مقامی نے بالاتفاق مندرجہ ذیل تعزیتی قرارداد منظور کی:۔

حضرت صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحبؓ جو حضرت مرزا سلطان احمد صاحبؓ کے فرزندِ اکبر اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے اور صحابی تھے۔ جنہیں دُنیاوی طور پر ایم۔ اے کی ڈگری حاصل تھی اور سرکاری ملازمت کے اعلیٰ عہدوں پر آپؓ فائز رہے۔ اور بالآخر ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے عہدہ سے ریٹائر ہوئے تھے۔

ہجرت کے بعد آپؓ جماعت کے اعلیٰ اور ذمّہ دار عہدوں پر مامور رہے۔ چنانچہ ایک لمبے عرصہ سے ناظر اعلیٰ اور صدر صدر انجمن احمدیہ کی حیثیت سے نمایاں دینی خدمات سرانجام دے رہے تھے۔ آپؓ کی ناگہانی اندوہناک وفات پر ہمارے دِل غمگین ہیں کیونکہ حضرت صاحبزادہ صاحبؓ نہایت اعلیٰ اخلاق کے حامل، دیندار اور حلیم الطبع تھے۔ اور قادیان سے بے حد محبّت رکھتے تھے۔ اِس حُزن وملال کے موقع پر ممبران مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ اور اراکین مجلس خدّام الاحمدیہ مقامی، سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ اور حضرت صاحبزادہ صاحبؓ کی بیگم صاحبہ اور آپؓ کے صاحبزادگان اور صاحبزادیوں سے دِلی تعزیت اور ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں اور دُعاگو ہیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت صاحبزادہ صاحب رضی اللہ عنہ کو اپنے قرب میں جگہ عطا فرمائے اور جملہ پسماندگان کا حافظ وناصر رہے اور ہم سب کو آپؓ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین:۔

لجنہ اماء اللہ مرکزیہّ کی طرف سے تعزیتی قرارداد

لجنہ اماء اللہ مرکزیہّ کا اجلاس آج مورخہ ۳۰؍ کو حضرت صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحب کی وفات پر دلی رنج وغم اور گہرے صدمہ کے اظہار کے لئے کیا گیا۔ آپ کی وفات کی اطلاع کل شام بذریعہ تار لندن کے ذریعہ موصول ہوئی۔ حضرت مرزا عزیز احمد صاحب، حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کے بڑے صاحبزادے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے تھے۔ آپ نے اپنی ساری زندگی خدمتِ دین کے لئے وقف کی۔ ناظر اعلیٰ کے عہدے پر قائم رہے اور ناظر خدمتِ درویشان بھی رہے۔ قادیان سے بے حد محبّت تھی۔ اور ہر شخص جو قادیان سے جاتا تھا سب سے پہلے اُس سے قادیان کا حال پوچھتے۔ قادیان جانے کی دلی تڑپ رکھتے تھے ...... ہم اللہ تعالیٰ کے حضور حضرت صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحبؓ کی وفات پر دُعا کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور آپ کی بیگم صاحبہ حضرت آپا نصیرہ بیگم صاحبہ کو اور آپؓ کی ساری اولاد کو اور ساری جماعت کو صبرِ جمیل عطا فرمائے اور آپ کے نیک نمونہ اور نیک خدمات کو دیکھتے ہوئے ان پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

ہم جملہ ممبرات لجنہ اماء اللہ مرکزیہ قادیان دلی ہمدردی اور تعزیت کے جذبات پیش کرتی ہیں اور دعا کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ سب کے زخمی دلوں کو اطمینان بخشے اور جماعت کے اندر اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان کے اندر آپؓ کی وفات سے جو خلا پیدا ہو گیا ہے وہ اپنے فضل سے پورا فرمائے۔ آمین۔

ممبرات لجنہ اماء اللہ مرکزیہّ قادیان

پیش ہوکر متفقہ فیصلہ ہؤا کہ اس ریزولیشن کی نقول حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ، محترمہ بیگم صاحبہ حضرت صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحب مرحوم، آپؓ کے بھائی حضرت مرزا رشید احمد صاحب اور حضرت سیّد داؤد احمد صاحب ناظر خدمتِ درویشان اور اخبار بدر کو بھجوائی جائیں:۔